امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار
پھلواری شریف، پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 61/71
مورخہ ۲ر رجب المرجب ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۵ر فروری ۲۰۲۱ء روز سوموار
شمارہ نمبر 07

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی
- حقائق (حصہ دوم)
- حکایات اہل دل
- عدلیہ کے وقار کے تحفظ کی ضرورت
- تو شاہیں ہے پرواز ہے کام تیرا
- پندرہ روزہ امارت اور ہفت روزہ نقیب
- تعلیم اور تحفظ اردو کے لیے......
- حکومت کی تاناشاہی سوچ

بہار میں اردو تحریک

بین السطور

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

بہار میں اردو تحریک آزادی کے بہت قبل سے چل رہی ہے، معلوم تاریخ کے مطابق مسلم انڈی پنڈنٹ پارٹی کے دور حکومت ۱۹۳۷ء میں بانی امارت شرعیہ مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ کی کوششوں سے اردو سرکاری دفتری اور عدالتی زبان قرار پائی، اس تحریک میں بانی امارت شرعیہ کے جودست راست رہے، ان میں امیر شریعت رابع حضرت مولانا منت اللہ رحمانیؒ، مولانا محمد عثمان غنیؒ قاضی احمد حسینؒ، حضرت مولانا عبدالصمد رحمانیؒ، حافظ محمد ثانیؒ اور جناب محمد یونس صاحبؒ کے نام خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ ۱۹۳۸ء میں بابائے اردو عبدالحق اور راجندر پرساد کے درمیان ایک سمجھوتہ ہوا کہ آزادی کے بعد ''ہندوستانی زبان'' دیوناگری اور فارسی دونوں رسم الخط میں لکھی جائے گی، یہ سمجھوتہ پٹنہ کے وہیلر سنٹ ہال میں ہوا تھا، اس کے بعد ۱۹۴۷ء میں ملک آزاد ہوا اور آزاد ہونے کے ساتھ ہی بہت کچھ بدل چکا تھا، پورا ملک لہو لہان تھا اور فیض کے لفظوں میں ''یہ داغ داغ اجالا اور شب گزیدہ سحر'' تھی، اردو زبان کی بساط الٹ دی گئی تھی، اردو ادب و شاعری کے سارے دبستان بھارت میں ہونے کے باوجود اسے ملک بدر کر دیا گیا تھا، اردو دوستوں کے لئے یہ بڑا پریشان کن دور تھا، ہر طرف اندھیرا تھا، دور دور تک راستہ نہیں دکھائی دیتا تھا، قافلہ اور قافلہ سالار کی کون کہے، سمت سفر کی تعیین بھی دشوار تھی۔ کچھ دن ایسے ہی گزر گئے، جب حواس بحال ہوئے تو بہار کے اردو دوستوں نے ۱۹۵۱ء میں اردو تحریک کا آغاز کیا، ڈاکٹر اختر اورینوی، سید محمد ایوب ایڈوکیٹ، عبدالقیوم انصاری، جعفر امام، ڈاکٹر عبدالمغنی، غلام سرور، نظیر حیدر، بیتاب صدیقی، سید شاہ مشتاق احمد، کامریڈ تقی رحیم، ہارون رشید، ڈاکٹر قمر اعظم ہاشمی وغیرہ اس کے دست و بازو بنے، اور انہیں حضرات کی کوششوں سے اردو کی آواز خلوت سے جلوت میں آئی۔ ۱۹۵۱ء کے آخر میں انجمن اسلامیہ ہال میں بہت بڑی اردو کانفرنس ہوئی، جس میں اردو زبان کے تحفظ و ترقی کے بارے میں سوچا گیا، راہیں نکالی گئیں، منصوبے بنائے گئے اور ایک تنظیم قائم کرکے اردو کے لئے پٹے قافلہ کو آگے بڑھانے کا تاریخی فیصلہ لیا گیا، تحریک میں شدت پیدا کرنے کے لئے پٹنہ میں ہی ایک دوسرا اجتماع ۱۹۵۴ء میں ہوا؛ جس میں سست ہوتے قدم کو منزل کی طرف تیز گام کیا گیا۔ ۱۹۵۶ء میں بہار سے دس لاکھ دستخط کرا کر ایک میمورنڈم صدر جمہوریہ کی خدمت میں پیش کیا گیا، اور ان سے درخواست کی گئی کہ دستور کی دفعہ ۳۴۷ کے مطابق اردو کو بہار کی علاقائی زبان قرار دیا جائے۔

بیسویں صدی کی چھٹی دہائی میں اردو دوستوں کی لگن اور محنت سے اس تحریک نے عوام و سرکار دونوں میں اپنا اعتماد و اعتبار قائم کر لیا۔ ۱۹۶۰ء میں انجمن ترقی اردو بہار کا مظفر پور میں اجلاس ہوا اور اردو دوستوں نے پہلی مرتبہ اردو کو علاقائی زبان قرار دینے کے مطالبہ کو ترک کرکے دستور کی دفعہ ۳۴۵ کے تحت بہار اور دوسری ریاستوں میں اسے سرکاری زبان بنانے کا مطالبہ کیا۔ اس مطالبہ نے ایسا زور پکڑا کہ بعض ریاستوں نے اس کی معقولیت کو تسلیم کر لیا اور دستور کی دفعہ ۳۴۷ کے تحت اردو کو علاقائی زبان مان لیا۔ کشمیر اور ہماچل پردیش کو اس معاملہ میں اولیت حاصل ہوئی۔ انجمن ترقی اردو بہار نے ۱۹۶۷ء کے انتخاب عام میں اسے انتخابی مسئلہ بنا کر تمام سیاسی جماعتوں سے اردو کے مسئلہ پر اپنا موقف واضح کرنے کو کہا، جس سے سیاسی پارٹیوں نے اس کی اہمیت کو سمجھا اور انتخاب کے بعد جب غیر کانگریسی سرکار اقتدار میں آئی تو اس نے اردو کو ترجیحی بنیاد پر حکومت کے تیس نکاتی پروگرام میں شامل کیا اور گورنر کے خطبہ میں شامل کرکے اسے سرکاری پالیسی کا جزو بنا دیا؛ لیکن معاملہ وعدہ فردا پر ٹلتا رہا اور اردو دوست ''رہا نہ وعدہ فردا کا اعتبار مجھے'' الاپتے رہے۔

دس سال کے فاصلہ کے بعد جب پھر غیر کانگریسی متحدہ محاذ کی حکومت بنی تو اردو کی آواز سرکاری حلقوں میں دب چکی تھی، اور ''صدائے برنہ خواست'' کا معاملہ تھا، مگر اردو دوست کب نچلے بیٹھنے والے تھے، ڈاکٹر عبدالمغنی، غلام سرور، قمر اعظم ہاشمی، ریاض عظیم آبادی اور امارت شرعیہ کے اس وقت کے ناظم مولانا محمد عثمان غنی اور ان کے پوتے ڈاکٹر ریحان غنی، قوس صدیقی اور ان جیسے دوسرے جیالے مسلسل سرگرم عمل رہے، جس سے عوامی سطح پر اردو کی آواز برابر اٹھتی رہی۔ متحدہ محاذ کی تین سالہ حکومت ختم ہونے کے بعد جب انتخاب کی نوبت آئی تو کانگریس (آئی) نے اسے اپنے انتخابی منشور میں شامل کیا؛ لیکن جب فیصلہ کا وقت آیا تو اس میں دانستہ تاخیر کی جانے لگی۔ انجمن ترقی اردو نے اس تاخیر کے خلاف عوامی تحریک چھیڑی، تحریک کی شدت کو محسوس کرتے ہوئے، برنی نے اندرا گاندھی کو مشورہ دیا کہ اردو کو دوسری سرکاری زبان بنا دینا چاہئے، لیکن وہ ایسا کرنے سے گریز کر رہی تھیں، بہت ٹال مٹول کے بعد تجربہ کے لئے بہار کا انتخاب کیا گیا، شمائل نبی صاحب کی شخصیت اس زمانہ میں مقبول سرکار تھی اور ان کی بات کا وزن محسوس کیا جاتا تھا، چنانچہ شمائل نبی صاحب نے انجمن ترقی اردو کے ذمہ داروں کے متوجہ کرنے اور خود اردو کے مخلص سپاہی ہونے کی وجہ سے مشرا جی کو اردو کو دوسری زبان بنانے پر راضی کر لیا۔

اس طرح بالآخر برسوں کی جدوجہد کے بعد ۱۷ر اپریل ۱۹۸۱ء کو حکومت بہار نے راج بھاشا ترمیمی ایکٹ ۳۹۔۱۹۵۰ء میں دفعہ ۲ کے بعد ایک اور دفعہ کا اضافہ کیا، جس میں اردو بولنے والوں کے لئے ہندی کے علاوہ بعض مخصوص سرکاری کام کاج میں اردو کے استعمال کی اجازت دی گئی، اس ایکٹ کے ذریعہ بہار آفیشیل (ترمیم) آرڈی نینس ۱۹۸، بہار آرڈی ننس ۱۵۴۔۱۹۸۰ء منسوخ کر دیا گیا، اور حکومت بہار نے اپنے سرکلر ۳ر بی ۳۔۶۱۸ر ۷۷ر ۶۵۲ر را'' کے ذریعہ پندرہ اضلاع پورنیہ، کٹیہار، دربھنگہ، سیتامڑھی، بھاگلپور، مدھوبنی، بیگوسرائے، مظفر پور، سہرسہ، مشرقی چمپارن، نوادہ، دھنباد، مغربی چمپارن، گیا، سمستی پور میں اردو میں درخواست کی وصولی، جواب عرضی، اردو میں تحریر کردہ دستاویز کے رجسٹریشن، اہم سرکاری قواعد، احکام اور اعلانیہ کی اردو میں اشاعت، عوامی اہمیت کے سرکاری احکام اور ہدایات کا اردو میں جاری کئے جانے، اہم سرکاری اشتہارات، اور ضلع گزٹ کی اردو میں اشاعت، اہم سائن بورڈوں کو اردو میں آویزاں کرنے جیسے کام کی منظوری دی گئی۔ اب معاملہ مقامی حکام کے نفاذ اور عمل درآمد کا تھا۔ پروفیسر عبدالمغنی مرحوم کی قیادت میں اردو دوستوں کے تعاون سے اس معاملہ پر بھی بڑی حد تک قابو پا لیا گیا۔ نصیر الدین حیدر خان اور اس وقت کے کانگریسی صدر رفیق عالم کی توجہ سے ستندر نرائن نے اپنے دو وزارت میں اردو کو سارے اضلاع کے لئے دوسری سرکاری زبان کا درجہ دے دیا۔ اردو دوستوں نے دونوں کی دلچسپی اور خدمات کا قرار واقعی اعتراف کرتے ہوئے ڈاکٹر جگن ناتھ مشرا کو ''میر اردو'' اور ''ستندر نارائن کو ''رفیق اردو'' کا خطاب دیا۔ اس کے بعد جن لوگوں نے اردو کا جھنڈا اٹھایا ان میں انوار الحسن وسطوی، ڈاکٹر ممتاز احمد خان، حبیب مرشد خان، ڈاکٹر مشتاق احمد وغیرہ کے نام خاص طور پر لیے جا سکتے ہیں۔ امارت شرعیہ کے خدام بھی ان حضرات کے شانہ بشانہ اس تحریک کے لیے کام کرتے رہے۔

اردو تحریک کی منزل اس سے بہت آگے تھی؛ لیکن بدقسمتی سے اردو کے دو عظیم سپہ سالار پروفیسر عبدالمغنی اور غلام سرور الگ الگ خیموں میں بنٹ گئے۔ پہلے مظفر پور اور پھر چھپرہ اس اختلاف وانتشار کا محور و مرکز بنا اور دونوں کے رفقاء الگ الگ بینر تلے کام کرنے لگے، اس اختلاف کے بعد چھوٹی چھوٹی بہت ساری تنظیمیں اردو کے تحفظ کے لیے وجود میں آئیں اس کے باوجود بہار میں اب اردو تحریک سرد پڑ گئی ہے، اور اس نام پر سمینار، سمپوزیم اور یوم اردو جیسے پروگرام کرکے اردو دوست مطمئن ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یقیناً یہ بھی ایک کام ہے، لیکن بڑے بڑے دعووں کے باوجود معاملہ نشستند، گفتند، برخاستند سے آگے نہیں بڑھ پا رہا ہے۔

اس اختلاف کے باوجود ہم ایک کے بعد ایک لڑائی حکومتی سطح پر جیتتے گئے ہیں، ہم نے چاہا کہ پورے بہار میں اردو دوسری سرکاری زبان ہو، ہو گئی، ہم نے چاہا کہ سرکاری دفاتر میں اردو میں عرضیاں سمجھنے سمجھانے اور جواب دینے کے لئے مترجم بحال ہوں، بحال ہو گئے، ہم نے چاہا کہ سرکاری دفاتر میں ہندی کے ساتھ اردو میں بھی سائن بورڈ اور ناموں کی تختیاں لگائی جائیں اس میں بھی جزوی طور پر ہمیں کامیابی ملی ہے، ہم نے چاہا کہ ہندی اردو کے ادیبوں کے ایوارڈ کی رقم مساوی ہو، پروفیسر جابر حسین کی کوششوں سے ہماری یہ خواہش بھی پوری ہو گئی، بقیہ جو مطالبات ہمارے رہ گئے ہیں، مثلاً ٹیچرس ٹریننگ کالجوں میں اردو استاذ، تھانوں میں اردو داں داروغہ کی تقرری، ہائی اسکول میں اردو اساتذہ کی لازمی بحالی اور ان جیسے دوسرے کام، وہ بھی دیر سویر ہماری جدوجہد سے پورے ہو جائیں گے؛ لیکن یہاں پر ہمیں اس تلخ حقیقت کو بیان کرنے دیجئے کہ سرکاری سطح پر اتنی ساری کامیابی کے باوجود ہم یہ لڑائی اپنوں میں ہار گئے ہیں، گاؤں اور دیہاتوں میں اردو زبان کے فروغ کے لئے کچھ نہیں کیا جا سکا ہے، آزادی کے بعد ہمارے بچے اردو زبان و ادب سے دور اور بہت دور ہو گئے ہیں، بقول پروفیسر ثوبان فاروقی مرحوم آج بنیادی مسئلہ اردو کے لئے کچھ کھونے اور پانے کا نہیں، اردو کی بقا کا ہے۔ وہ اردو جو ایک زبان ہی نہیں، مستقل تہذیب، کلچر اور طرز زندگی ہے۔ وہ نسل اٹھ گئی، جس کے احساسات، تخیلات، جس کی سوچ اور فکر، جس کی وضع قطع اور طرز زندگی اردو تھی، اب جو نسل ہمارے سامنے ہے وہ اردو کے مترجمین کی نسل ہے۔ ہمارے خیالات کو منتقل کرنے کے لئے جو الفاظ اچھلتے کودتے ہمارے سامنے آتے ہیں، وہ اردو نہیں دوسری زبان کے الفاظ ہوتے ہیں۔ ہم ان کو دہراتے ہیں، پھر اس کا متبادل تلاش کرتے ہیں۔ ہمارے محاورے اور تلفظ تک بگڑ رہے ہیں، بلکہ بگاڑنے کی منظم کوشش ہو رہی ہے۔ ایسے میں اردو کی بقا کے لئے ہمیں آگے آنا ہوگا، جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف لوٹنا ہوگا۔ یہ بڑا جہاد کیا ہے۔ اپنا احتساب، اپنے قول و عمل کے تضاد کو دور کرنا، اس لئے کہ وہ تحریک کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی، جس کے افراد کا عمل اس کے قول کی نفی کر دے۔ اس لئے اردو کی ایک لڑائی ہمیں اپنوں سے لڑنی ہے اور اس کے لئے ہمیں دیوانہ وار اٹھ کھڑا ہونا چاہیے۔

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

علم و قلم کی عظمت

اپنے پروردگار کے نام سے پڑھئے، جس نے سب کچھ پیدا کیا، اس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا، پڑھئے اور آپ کے پروردگار بڑے کرم کرنے والے ہیں، جس نے قلم کے ذریعہ تعلیم دی، انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دی جن کو وہ نہیں جانتا تھا۔ (سورۃ العلق آیت ۵)

وضاحت:۔ اسلام نے دنیا میں قدم رکھتے ہی جو پہلا اعلان کیا وہ علم و قلم کی برتری اور ضرورت کا اعلان تھا، حالانکہ اس وقت عرب کے معاشرے میں بہت سی برائیاں اور خرابیاں تھیں، ظلم و بربریت اپنی انتہا کو پہونچی ہوئی تھی، بدکاری و بے حیائی عام تھی، مگر اس قسم کی کسی قباحت و شناعت سے باز رہنے کی کوئی بات نہیں کہی گئی، بلکہ پہلی وحی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر غار حرا میں نازل ہوئی اور سیکڑوں برس کے بعد آسمان و زمین کا پہلی مرتبہ جو رشتہ قائم ہوا وہ علم و معرفت کا ہوا کہ پڑھو، تاکہ علم کے ذریعہ جہالت کی تاریکی دور کی جائے، انسانی حقوق کی حفاظت کا شعور اور حق و باطل میں امتیاز پیدا ہو سکے، اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ کردیا گیا کہ انسان کے لئے وہی علم نافع ہوگا جس کا رشتہ اللہ سے جڑا ہوا ہوگا، اس لئے کہ یہ علم اس کا دیا ہوا ہے اور اسی کی رہنمائی میں انسان ترقی کرسکتا ہے، اس پیغام ربانی میں اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو جو امت دی جانے والی ہے وہ امت علم آموز امت ہوگی، وہ اس دنیا میں علم کی اشاعت کرنے والی ہوگی اور انہیں جو عہد ملے گا وہ عہد بھی علم و حکمت کا عہد ہوگا، چنانچہ عہد نبوت سے اب تک اس امت کے بڑے بڑے مصلحین و مجددین نے علم و قلم کے ذریعہ دین کی خدمت انجام دی، ایک سرے سے دوسرے سرے تک مدرسوں اور خانقاہوں کو قائم کیا، ان گنت کتب خانے بنوائے، درس و تدریس کے علمی حلقے جمائے، اور اس وقت بھی دنیا میں ترقی و تمدن کی جو بہاریں، ترقیات اور سربلندیاں نظر آرہی ہیں وہ انہیں انسانوں کے پڑھنے، پڑھانے، سیکھنے اور سکھانے کا نتیجہ ہیں، اس لئے قرآن مجید میں بار بار علم کی عظمت و اہمیت کو نہایت دلکش پیرائے میں پیش کیا گیا اور تحصیل علم پر انسانوں کو راغب کیا گیا اور انہیں بنیادوں پر تمام مخلوقات پر فضیلت دی گئی۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علم دین کے بغیر کوئی کامل مومن نہیں ہوسکتا، اس وقت دنیا کے بدلتے ہوئے منظر ناموں میں اس کی اہمیت اور ضرورت مزید دو چند ہوگئی ہے، اگر ہم تعلیم و تعلم اور قلم و تحریر کے میدان میں پیچھے رہ گئے تو نہ دین میں نورانیت پیدا ہوگی اور نہ ہی زندگی بہتر ہو سکے گی، اس لئے ضرورت ہے کہ مسلمان اسے اپنی متاع گم شدہ سمجھے اور علم و حکمت کے میدان میں مضبوط قدموں کے ساتھ آگے بڑھے، ہر مسجد کو ابتدائی دینی تعلیم کے لئے مرکز بنائیں، خود کفیل نظام تعلیم کو فروغ دیں، تاکہ مسلم معاشرہ کا کوئی بچہ ناخواندہ اور جاہل نہ رہے، اور اس کے ذریعہ وہ مستقبل کی طرف اپنا سفر جاری رکھ سکے، ان کا ایمان بھی محفوظ ہو اور عزت و ترقی سے بھی ہمکنار ہو۔

تعلقات نبھایئے

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بڑھیا آئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا بڑا اکرام کیا، جب وہ خاتون چلی گئیں تو حضرت عائشہ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے اس خاتون کے لئے بڑا اہتمام فرمایا، ان کو عزت سے بٹھایا اور خاطر و تواضع کی، یہ کون خاتون تھی؟ جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خاتون اس وقت ہمارے گھر میں آیا کرتی تھیں، جب حضرت خدیجہؓ حیات سے تھیں، حضرت خدیجہؓ سے ان کا تعلق تھا، گویا کہ یہ ان کی سہیلی تھیں، اس لئے میں نے ان کا اکرام کیا، پھر فرمایا: کسی کے ساتھ اچھی طرح نباہ کرنا بھی ایمان کا ایک حصہ ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

مطلب:۔ جب کسی سے ایک مرتبہ تعلق قائم ہوجائے تو اسے ممکن حد تک نبھانے کی کوشش کیجئے، یہ تعلق، چاہے آپ کا کسی سے براہ راست ہو، یا والدین کے دوستوں، بیوی کے رشتہ داروں اور عزیزوں کے ذریعہ ہو، اس کو ہرگز اپنی طرف سے توڑنے میں پہل نہ کیجئے، اگر کسی اہل تعلق کی طرف سے تکلیف کی پہونچے تو اس کو حکمت سے و بصیرت سے درگذر کیجئے اور اپنی طرف سے حقوق شرعیہ کو ادا کرنے میں کوتاہی نہ برتئے، کیونکہ تعلق کو توڑنا آسان ہے، جوڑنا اور نبھانا مشکل ہے، جس طرح کھڑی عمارت کو یکبارگی ڈھا دینا آسان ہے لیکن عمارت کھڑی کرنے میں مہینوں لگ جاتے ہیں، اس لئے تعلق توڑنے سے پہلے ہزار مرتبہ سوچئے۔ اگر والدین دنیا سے رخصت ہوگئے اور ان کا کوئی ملاقاتی ہو یا بیوی کے کوئی رشتہ دار ہوں تو ان کے ساتھ بھی حسن سلوک کیجئے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے انتقال کے بعد ان کے دوستوں کے ساتھ صلہ رحمی کرے، دیکھئے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو انتقال ہوئے ایک عرصہ گذر گیا لیکن اس کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان خاتون کا اکرام فرمایا اور بسا اوقات حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کے پاس ہدیے تحفے بھیجا کرتے تھے، صرف اس وجہ سے کہ ان کا تعلق حضرت خدیجہؓ سے تھا، یہ بیوی اور والدین کے ساتھ محبت، وفاداری اور اکرام و احترام کا اعلیٰ مقام ہے کہ ان کے وارثین ان کی وفات کے بعد صلہ رحمی کرتے رہیں، ایسے ہی بلند انسانی جذبات اور خالص دوستی سے زندگی کا حسن اور جینے کا مزہ باقی ہے۔ اور یہ چیزیں زندگی میں سچے مسلمان کے وجود سے مربوط و متعلق ہے، اب ذرا غور کیجئے کہ ہمارا معاشرہ کس رخ پر جارہا ہے، کیا ہم مغربی کلچر سے متاثر نہیں ہو رہے ہیں، جس طرح وہاں بوڑھے والدین کو اولڈ ہاؤس میں ڈال دیتے ہیں، ہم بھی اپنے بوڑھے والدین کے ساتھ بے وفائی کرتے ہیں تو کیا مرنے کے بعد ان کے لئے دعاء خیر کی امید رکھیں گے اور جب یہ نہیں ہو پارہا تو پھر ان کے دوستوں سے ہمدردی کی کیا امید ہوگی، اس نظریے کو بدلنے کی ضرورت ہے، کیونکہ زندگی میں والدین کی خدمت کو عبادت سمجھنا چاہئے اور مرنے کے بعد ان کے دوستوں کا اکرام کرنا سنت نبوی تصور کرنا چاہئے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

زمین پر ناجائز قبضہ:

ایک آدمی نے دوسرے کی زمین پر ناحق قبضہ کرنے کے لئے نقشہ کٹوا کر اپنی زمین کے ساتھ شامل کرلیا پھر عدالت میں جھوٹی گواہی دلوائی، اس طرح اس نے چند شر پسندوں کے تعاون سے اس پر قبضہ کرلیا، شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــ وباللہ التوفیق

کسی کا مال ناحق طریقہ پر لینا خواہ چوری کرکے ہو یا دھوکا دے کر یا غصب کرکے، شرعاً ناجائز و حرام اور سخت ترین گناہ ہے، اللہ پاک کا ارشاد ہے " لَاتَاْكُلُوا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَا اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْن " (البقرہ:۱۸۸)

اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق مت کھاؤ اور ان (جھوٹے مقدمہ) کو حکام کے یہاں اس غرض سے مت لے جاؤ کہ لوگوں کے مالوں کا ایک حصہ بہ طریق گناہ (ظلم کے) کھا جاؤ، جب کہ تم کو (اپنے جھوٹ اور ظلم کا) علم بھی ہو۔ آیت کریمہ میں غصب، ڈاکہ زنی، چوری، قمار، سود، رشوت، جھوٹ بول کر، جھوٹی قسمیں اور جھوٹی گواہیاں دلوا کر کوئی مال حاصل کیا جائے سب باطل طریقہ میں داخل ہو کر ناجائز و حرام ہیں۔ (الجامع لاحکام القرآن ۲/۳۳۸)

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ دوسرے کی زمین و جائداد پر ناجائز قبضہ کرنے کے لئے ظاہری ثبوت چاہے جتنا بھی اکٹھا کرلیا جائے یہاں تک کہ نقشہ کٹوا کر اپنے نام کروالیا جائے، عدالت میں رشوت دے کر، جھوٹی گواہیاں دلوا کر فیصلہ اپنے حق میں کروالیا جائے پھر بھی وہ زمین و جائداد اس کی نہیں ہوگی، وہ اس کا مالک نہیں ہوگا، اس میں اس کا تصرف شرعاً ناجائز و حرام ہوگا، وہ زمین کا ٹکڑا نہیں؛ بلکہ آگ کا انگارا ہوگا، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "بلاشبہ میں ایک انسان ہوں، تم میرے پاس اپنے جھگڑے لاتے ہو ممکن ہے تم میں سے بعض اپنے مقدمہ کو پیش کرنے میں فریق ثانی کے مقابلہ میں زیادہ چرب زبان ہو اور میں تمہاری بات سن کر تمہارے حق میں فیصلہ کروں، تو جس شخص کے لئے میں اس کے بھائی (فریق مخالف) کا کوئی حق دلا دوں تو چاہئے کہ وہ اسے نہ لے؛ کیوں کہ یہ آگ کا انگارا ہے جو میں اسے دیتا ہوں۔ (الصحیح للبخاری:۷/۱۶۹)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی کا مال ناحق حاصل کرنے کے لئے جھوٹی قسم کھائی تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا۔ (سنن ترمذی:۱۲۶۹)

ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَناً قَلِيْلًا اُولٰئِكَ لَاخَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَايَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (سورۃ آل عمران :۷۷) (جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو معمولی قیمت کے بدلہ بیچ ڈالتے ہیں، آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہوگا، نہ اللہ قیامت کے دن ان سے بات کریں گے، نہ ان کی طرف نگاہ رحمت فرمائیں گے اور نہ ان کو گناہوں سے پاک کریں گے، نیز ان کے لئے دردناک عذاب ہے)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی کی ایک بالشت زمین بھی زمین غصب کی قیامت کے دن اتنی ساتوں زمین کا طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا، (الصحیح للبخاری:۱/۴۵۴)

ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی کی زمین پر ناحق قبضہ کرنے والا قیامت کے دن زمین کے ساتوں تہہ تک دھنسا دیا جائے گا (الصحیح البخاری ۱/۴۵۳)

ایسا شخص قیامت کے دن سخت خسارہ میں ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا، مفلس ہم میں وہ ہے جس کے پاس روپیہ اور اسباب نہ ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مفلس میری امت میں قیامت کے دن وہ ہوگا جو نیکیوں کا انبار لے کر آئے گا؛ لیکن حال یہ ہوگا کہ کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا ناحق مال ہتھیایا ہوگا، کسی کا خون کیا ہوگا، کسی کو مارا ہوگا، پھر ان لوگوں کو یعنی جن کو اس نے دنیا میں ستایا ہوگا، ان کو اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی، اگر دعوے دار پھر بھی باقی رہ جائیں گے تو ان دعوے داروں کا گناہ اس پر لاد دیا جائے گا پھر اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا (الصحیح لمسلم :۶۵۷۹)

جہاں تک جھوٹی گواہی کا معاملہ ہے تو یہ بھی بڑا سنگین جرم ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے شرک کے برابر گناہ قرار دیا، عدلت شهادة الزور بالاشراک باللّٰہ ثلاث مرات، پھر آپ نے قرآن کریم کی آیت تلاوت کی، فَاجْتَنِبُوْا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (سنن ابی داؤد:۲/۵۰۶ کتاب القضاء)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹی گواہی کو سب سے بڑا گناہ قرار دیا، چنانچہ آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں،؟ صحابہ نے عرض کیا ضرور بتایئے یا رسول اللہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ٹیک لگائے ہوئے تھے، اگلی بات کہنے کے لئے آپ سیدھے بیٹھ گئے، اور فرمایا کہ آگاہ ہوجاؤ! جھوٹی بات بھی اور جھوٹی گواہی بھی (سب سے بڑے گناہ ہیں) آگاہ ہوجاؤ! جھوٹی بات بھی اور جھوٹی گواہی بھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے مسلسل دہراتے رہے (صحیح البخاری:۵۹۷۶)

مذکورہ تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ کسی کی زمین و جائداد ناحق اور غلط طریقہ پر حاصل کرنا شرعاً ناجائز و حرام ہے، ایسا شخص اس زمین و جائداد کا مالک نہیں ہوتا۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں جس شخص نے غلط طریقہ سے دوسرے کی زمین کا نقشہ کٹا کر اپنے نام کرالیا ہے تو اس کی وجہ سے وہ شخص شرعاً اس زمین کا مالک نہیں ہوا اور نہ ہی اس کے ورثاء کو اس میں مالکانہ حیثیت حاصل ہوگی، ورثاء پر لازم ہے کہ اللہ سے ڈریں اور صاحب حق کا حق ادا کریں، ورنہ عنداللہ سخت پکڑ ہوگی، اسی طرح جن لوگوں نے جان بوجھ کر غلط کا ساتھ دیا، عدالت میں جھوٹی گواہی دی، انہوں نے بڑا گناہ کیا، ان پر لازم ہے کہ پوری ندامت کے ساتھ توبہ و استغفار کریں، صاحب معاملہ سے معافی مانگیں اور آئندہ اس طرح کی حرکتوں سے باز رہنے کا عزم کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 61/71 شمارہ نمبر 07 مورخہ ۲؍رجب المرجب ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۵؍فروری ۲۰۲۱ء روز سوموار

وزیر اعظم کا خطاب

صدر جمہوریہ رام ناتھ کووند کے خطبہ پر دونوں ایوان (پارلیامنٹ اور راجیہ سبھا) میں شکریہ کی تجویز پر بحث کا جواب دیتے ہوئے وزیر اعظم نریندر مودی کے خطاب کا مرکزی موضوع کسانوں کا آندولن تھا، البتہ ان کی تقریر میں اس اندولن کے حوالہ سے کوئی نئی بات نہیں تھی، وہی سب تھا، جو وہ اور ان کی پارٹی پہلے سے کہتی آرہی ہے، چوں کہ ہمارے وزیر اعظم جملہ پھینکنے میں ماہر ہیں، اس لیے انہوں نے اس موقع سے کئی بہترین جملے پھینکے، مثلا یہ کہ حزب مخالف کو طے کرنا چاہیے کہ وہ مسائل کا حصہ بننا چاہتی ہے یا حل کا، دوسرا جملہ انہوں نے پھینکا کہ جس طرح بدھی جیوی ہوتے ہیں، اس طرح اب ایک نئی ''جیوی'' رواج پاگئی ہے وہ ہے'' آندولن جیوی''، ایسے لوگ ہر آندولن کا حصہ بن جاتے ہیں، آندولن کرنے والے کو گمراہ کرتے ہیں، بڑھاوا دیتے ہیں، تیسرا جملہ جس پر انہوں نے بہت زور دیا وہ یہ کہ کسانوں کو گمراہ کیا جارہا ہے۔انہوں نے بیرون ملک سے کسان آندولن کی ٹویٹر پر حمایت کرنے والوں ریحانہ، گریٹا اور میاں خلیفہ کی بھی خوب خبر لی اور انہیں بھی ایک جملے نئی ایف ڈی آئی (فارن ڈسٹرکٹو آڈیالوجی) سے نوازا اور اخیر میں کہا کہ ایم اس پی (مینیمم سیلز پرائز) یعنی کم سے کم قیمت پر فروختگی کی اسکیم رہی ہے، ہے اور رہے گی۔

یہ جملے سننے میں بھلے معلوم ہوتے ہیں؛ لیکن غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ کسانوں سے متعلق سارے مسائل اسی زرعی قوانین سے پیدا ہوئے ہیں، جس کی مخالفت ڈھائی ماہ سے زائد سے کسان کررہے ہیں، حل بھی حکومت کے پاس ہے کہ وہ اسے واپس لے لے؛ لیکن وزیر اعظم اس مسئلہ کو حزب مخالف کے پالے میں ڈال کر اسے ہی مورد الزام ٹھہراتے ہیں، جب وزیر اعظم کسانوں کے گمراہ کرنے کی بات کہتے ہیں تو مطلب ہوتا ہے کہ کسان جاہل، بے شعور اور بھولے بھالے ہیں، انہیں مخالف پارٹیاں گمراہ کررہی ہیں، اور وہ اپنے فائدہ کو سمجھ نہیں پارہے ہیں، یہ انتہائی ہتک آمیز بات ہے کہ کسانوں کو ان کے مفاد کے خلاف کوئی گمراہ کردے وہ گمراہ نہیں ہوسکتے اور کسی کے بہکاوے میں نہیں آسکتے، وہ باشعور اور اپنے نفع نقصان سے واقف لوگ ہیں، اس لیے بہکانے والی بات بھی صرف جملہ ہی ہے، ''اندولن جیوی'' کی بات بالکلیہ غلط نہیں ہے، کیوں کہ آر اس اس اور فرقہ وارانہ ذہنیت اور سوچ رکھنے والے لوگ تحریک کو بدنام کرنے کے لیے اندولن جیوی بن کر ہنگامے کھڑا کرتے ہیں۔جیسا کہ ۲۶؍جنوری کے دن ہوا۔

جہاں تک ایم ایس پی کا تعلق ہے اگر حکومت اس کو باقی رکھے گی تو وہ تحریری یقین دہانی کیوں نہیں کراتی، پارلیامنٹ میں بل لاکر اسے قانون کی شکل کیوں نہیں دیتی اور اگر اس کی نیت اچھی تھی تو تین زرعی قوانین کے موقع سے ہی اسے قانون کا حصہ کیوں نہیں بنایا گیا، ابھی ایم ایس پی ایک اسکیم ہے اور اسکیم کو دوسطری نوٹیفکیشن سے ختم کیا جاسکتا ہے، صحیح اور سچی بات یہ ہے کہ حکومت چند سرمایہ داروں کو مزید مالا مال کرنے کے لیے یہ قانون لائی ہے، اس لیے اس نے ایم ایس پی کا ذکر اس میں نہیں کیا، اور اب حکومت کہتی ہے کہ کسان اندولن ختم کریں، گفت وشنید سے مسئلہ حل ہوجائے گا، جب آندولن اور مضبوط تحریک کے ساتھ گیارہ دور کی بات چیت ناکام ہوگئی تو اندولن ختم کرنے کے بعد ان کی کون سنے گا، اس لیے ٹکیت نے زرعی قوانین کی واپسی تک تحریک جاری رکھنے کے جس عزم کا اظہار کیا ہے، وہ انتہائی مناسب ہے، اور پورے ملک کے کسانوں کو اس تحریک کا حصہ بننا چاہیے۔حکومت کو کسانوں کے جذبات کا احترام کرنا چاہیے، احترام کرنا نہیں آتا تو سیکھنا چاہیے، کیوں کہ وہی ملک کے مضبوط ستون ہیں، آپ نہیں، حکومتیں آتی جاتی رہتی ہیں، لیکن ملک کے شہری اپنی جگہ قائم ودائم رہتے ہیں، خواہ وہ کسان ہی کیوں نہ ہوں۔

ہندوستان کا پچاسواں نمبر

پوری دنیا میں علم وتحقیق، انکشافات وایجادات، کھوج وتفتیش کے معاملہ میں ہندوستان پچاسویں نمبر پر ہے، یہ گراوٹ بی جے پی دور اقتدار میں آئی ہے، بلم برگ نے اپنے تازہ ''انوویشن انڈکس'' ۲۰۲۱ء میں اس حقیقت کو واشگاف کیا ہے، حالانکہ رپورٹ کے مطابق گذشتہ سال کے مقابلے ہندوستان کو چار سیڑھی اوپر چڑھنے میں کامیابی ملی ہے، گذشتہ سال جرمنی اس میدان میں اول نمبر پر تھا، لیکن جنوبی کوریا نے اس بار اس کی جگہ پر قبضہ کرلیا ہے، اور اب وہ نمبر ار پر ہے، جرمنی اس اشاریے میں چوتھے نمبر پر چلا گیا ہے، جب کہ سنگاپور اور سوئزرلینڈ دوسرے اور تیسرے مقام پر قابض ہیں، سرفہرست دس ملکوں میں سات یورپ کے ہیں، قابل ذکر ہے کہ امریکہ دس ٹاپ ملکوں کی فہرست سے باہر ہوگیا ہے، اور چین سے نیچے چلا گیا ہے، اس فہرست میں چین کا سولہواں نمبر ہے۔

بلم برگ انوویشن نے دوسو سے زائد ملکوں کا مختلف طریقے سے جائزہ لے کر یہ فہرست تیار کی ہے، اس ایجنسی کے سروے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ ملک میں ہورہی تحقیق، ترقی، خرچ، مصنوعات، صلاحیت وغیرہ کا جائزہ لیتی ہے، اور پھر اس کی روشنی میں رپورٹ تیار کرکے دوسو میں سے صرف ساٹھ ملکوں کی فہرست شائع کرتی ہے، اس رپورٹ میں شامل اعداد وشمار کورونا کے لاک ڈاؤن کے پہلے کے ہیں۔

ہندوستان بی جے پی کے پورے دور اقتدار میں نیچے جارہا تھا، ۲۰۱۶ء کے بعد پہلی بار اس نے چار عدد اوپر کی طرف چھلانگ لگائی ہے، ہندوستان جیسے ترقی پذیر ملک کے لیے اس فہرست میں ایک سے دس تک جگہ بنانا مشکل نہیں ہے، لیکن دقت یہ ہے کہ مرکزی حکومت نے غیر ضروری مسائل مثلا طلاق، سی اے اے، ان آر سی، ان پی آر اور تین زرعی قوانین میں ہندوستانی شہریوں کو اس طرح الجھا رکھا ہے کہ انہیں ضروری کاموں کی طرف توجہ کی مہلت ہی نہیں ملتی، تحقیقات وایجادات اور انکشافات جس سکون کے طالب ہیں، وہ ہندوستان کے باشیوں کو مل نہیں رہا ہے، اس لئے ترقی کے مواقع اور امکانات دور ہوتے چلے جارہے ہیں۔

نتیش کابینہ میں توسیع

جدیو اور این ڈی اے میں لمبی اٹھا پٹک، بحث ومباحثہ اور پٹنہ سے دہلی تک ایک کرنے کے بعد ۹؍فروری ۲۰۲۱ء کو کابینہ کی توسیع ہوگئی، بی جے پی کے نو اور جدیو کے آٹھ ارکان نے عہدے اور رازداری کا حلف اٹھایا، توسیع میں دو مسلمان کو بھی کابینہ میں جگہ مل گئی، شاہ نواز حسین ودھان پریشد کے رکن بن گئے تھے، اس لیے انہیں وزیر صنعت بننے میں کوئی دشواری نہیں پیش آئی، جدیو سے کوئی مسلم امیدوار جیت کر اسمبلی نہیں پہونچا تھا، اس کے لیے جدیو نے چین پور، کیمور سے بی اس پی کے رکن اسمبلی محمد زمان خان پر ہاتھ صاف کردیا، اور انہوں نے ہاتھی چھوڑ تیر کو پسند کرلیا، اندرون خانہ جو بھی معاملہ ہوا ہو، وزیر بنانے کے وعدہ نے محمد زماں خان کو پالا بدلنے پر آمادہ کرلیا اور جدیو کی مشکلیں آسان ہوگئیں، چنانچہ اس نے بھی اپنی پارٹی سے ایک مسلمان کو وزیر بنادیا اور اقلیتی فلاح کا محکمہ ان کے سپرد کردیا گیا، اس طرح اب نتیش حکومت میں کل وزیروں کی تعداد ۳۱؍رہوگئی ہے، پانچ جگہیں بُرے وقتوں کے لیے اب بھی محفوظ رکھی گئی ہیں، یہ نشستیں کسی کو توڑ کر پارٹی میں لانے کے کام آسکتی ہیں، اور اندرون پارٹی مخالفت کو دبانے میں بھی ان کا مؤثر کردار ہوسکتا ہے۔اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ کابینہ کی توسیع میں سماجی، سیاسی اور ذات پات کی بنیاد پر ارکان کے انتخاب میں دوراندیشی کا ثبوت دیا گیا ہے۔این ڈی اے میں جو اٹھا پٹک چل رہی تھی اس پر فوری طور پر لگام لگ گیا ہے، بقیہ اختلاف کی جو زیریں لہریں چل رہی تھیں وہ حسب سابق باقی ہیں۔

جیسا کہ معلوم ہے کہ نتیش کابینہ میں کسی مسلمان کو پہلے جگہ نہیں دی گئی تھی، حالانکہ جدیو، کسی مسلمان ایم ایل سی سے اس کمی کو دور کرسکتی تھی؛ لیکن اس نے ایسا نہیں کیا، اب جبکہ بہار کی سیاست میں بی جے پی نے سید شاہنواز حسین کو داخل کردیا تو جدیو کے لیے اس توازن کو باقی رکھنے کے لیے ایک مسلم وزیر کا تقرر ضروری ہوگیا تھا، بی جے پی آگے بڑھنے کے لیے ہوسکتا ہے ودھان پریشد کے اسپیکر کی کرسی بھی جدیو کسی مسلمان ایم ایل سی کو پیش کردے۔

ان دونوں کے اس اقلیتی کارڈ کے کھیلنے میں کہیں نہ کہیں ایم آئی ایم کا خوف بھی شامل ہے، سیمانچل میں جس طرح اسد الدین اویسی کی پارٹی نے پانچ اسمبلی سیٹیں جھٹک لیں، اس نے بہار میں مسلم سیاست کا جغرافیہ بدل کر رکھ دیا ہے، اس سیاسی جغرافیے پر پھر سے اپنا قبضہ جمانے کے لیے دونوں پارٹی نے مسلم کارڈ کھیل کر ایک ایک وزیر بنادیا ہے، اب دیکھنا ہے کہ یہ وزراء پارٹی کے نعروں میں مدہوش ہوجاتے ہیں یا مسلم اقلیت کے لیے کچھ کر بھی پاتے ہیں۔ان کی کارکردگی سے ہی مسلم اکثریت والے حلقوں میں پارٹی کا مستقبل طے ہوگا، اگر یہ وزراء مسلم اقلیت کے لیے کچھ نہیں کرسکے تو ام آئی ایم کا حلقہ اور بھی وسیع ہوگا۔

اتراکھنڈ میں قیامت

۷؍فروری روز اتوار وقت صبح ساڑھے دس بجے اتراکھنڈ کے چمولی میں نندا دیوی پہاڑوں پر جمی برف کی سلیں (گلیشیر) اچانک رشی گنگا ندی میں آگریں، جس کی وجہ سے پہاڑ کے دامن میں موجود پانی کا ذخیرہ اتنی تیزی سے آبادی کی طرف بڑھا کہ چالیس لوگوں کے جان سے ہاتھ دھونے اور دوسو سے زائد کے سیلاب میں بہہ جانے کا خدشہ ظاہر کیا جارہا ہے، مسلسل امداد رسانی اور متاثرین کو نکالنے کی مہم کے باوجود اس حادثہ کے اثرات کا دائرہ دن بدن بڑھتا جارہا ہے، باخبر ذرائع کے مطابق اس کی وجہ سے بنی گاؤں کے پاس چل رہے بجلی پاور سپلائی اسٹیشن میں تباہی آئی، پانچ کیلومیٹر کے دائرے میں بہنے والی دھولی گنگا پر بھی اس کا اثر پڑا اور اس کے قریب مرحلہ تعمیر سے گذر رہے ان ٹی پی سی کا پورا پروجکٹ تباہ وبرباد ہوکر رہ گیا ہے، کیدارناتھ کے ۲۰۱۳ء میں حادثہ کے بعد یہ دوسرا بڑا حادثہ ہے، جس سے بڑے پیمانے پر تباہی مچی ہے۔

یقیناً یہ ایک قدرتی آفت تھی، جس نے چمولی میں قیامت سے پہلے قیامت کا منظر پیش کیا، لیکن اللہ رب العزت کا فرمان ہے کہ روئے زمین پر جو فساد وبگاڑ ہوتا ہے وہ ہمارے ہاتھوں کی کمائیاں ہیں۔تاکہ لوگ اپنے کیے کا پھل چکھ لیں۔اور اس کے مضر اثرات دیکھ کر الٰہی ہدایات کی طرف لوٹ جائیں۔حالیہ تباہی کی تہہ میں جائیں تو یہ ہمارے ہاتھوں ہی سامنے آئی ہے، جس کی تفصیلات کا یہاں موقع نہیں ہے۔

خواتین پر تشدد

بہار میں خواتین پر شوہروں کے ذریعہ تشدد کا سلسلہ دن بدن دراز ہوتا جارہا ہے، ''نیشنل فیملی ہیلتھ سروے'' کی ایک رپورٹ کے مطابق ریاست میں ۲۰-۲۰۱۹ء میں اٹھارہ سے انچاس برس کی عمر تک شوہروں کے ذریعہ تشدد سے متاثر خواتین کی تعداد چالیس فی صد رہی، اس تشدد کا تعلق جسمانی، ذہنی اور مالیاتی تھا، سروے رپورٹ کے مطابق ۸؍فی صد خواتین کو جنسی تشدد کا بھی نشانہ بنایا گیا، البتہ شہروں کے مقابل دیہاتی خواتین کے ساتھ تشدد کے معاملے زیادہ سامنے آئے ہیں، دیہاتی علاقوں میں تشدد ۸٫۵ فی صد اور شہری حلقے میں ۱٫۷ فی صد ہے، اسی طرح دوران حمل ۲٫۸ فی صد عورتوں کو جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے، شوہر کی جانب سے اس ظلم کو ہر حال میں ختم ہونا چاہیے۔

اسلام نے کسی کے ساتھ بھی ظلم کو گوارہ نہیں کیا ہے، اس نے شوہر وبیوی کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے، اور عورتوں کے ساتھ انتہائی نرمی کے ساتھ پیش آنے کی ہدایت دی ہے، اسے ایسا آبگینہ قرار دیا ہے، جو ہلکی سی چوٹ سے بھی ٹوٹ جاتا ہے، افسوس کی بات یہ ہے کہ تشدد کا یہ معاملہ مسلم سماج میں بھی پایا جاتا ہے، میاں بیوی کے جھگڑے اور مار پیٹ کی وجہ سے خانگی زندگی کا نظام درہم برہم ہوتا جارہا ہے، اس سے بچنے کی ضرورت ہے۔

یادوں کے چراغ

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی

نامور مؤرخ، محقق اور سیرت نگار مولانا ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی نے ۱۵ر ستمبر ۲۰۲۰ء کو اس دنیا کو الوداع کہا، ڈاکٹر حمید اللہ کے بعد ان کا شمار موجودہ دور کے بڑے سیرت نگاروں میں ہوتا تھا، انہوں نے سیرت کے بعض ان پہلوؤں پر تحقیق کی جس پر پہلے کام نہیں ہوا تھا، یا بہت کم ہوا تھا۔

ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی کی ولادت ۲۶ر دسمبر ۱۹۴۴ء مطابق ۱۳۶۳ھ کو لکھیم پور اتر پردیش کے گاؤں گولا میں ہوئی، ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کرنے کے بعد دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخل ہوئے، ۱۹۵۹ء میں وہاں سے فضیلت کی سند حاصل کی، ۱۹۶۰ء میں لکھنو یونیورسیٹی سے عربی زبان وادب میں فاضل کیا، ۱۹۶۲ء میں جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی سے ہائر سکنڈری کا امتحان دے کر کامیابی حاصل کی، یہیں سے ۱۹۶۵ء میں بی اے ۱۹۶۶ء میں بی ایڈ کی ڈگری حاصل کی، وہاں سے وہ علی گڈھ مسلم یونیورسیٹی آگئے، ۱۹۶۸ء میں ایم اے تاریخ، ۱۹۶۹ء میں ایم فل اور ۱۹۷۵ء میں تحقیقی مقالہ لکھ کر پی اچ ڈی کی ڈگری حاصل کی، ان کے مقالہ کے نگراں ڈاکٹر پروفیسر خلیق احمد نظامی تھے۔

تدریسی زندگی کا آغاز ۱۹۷۰ء میں کیا، جب ان کی بحالی شعبہ تاریخ میں ریسرچ اسٹنٹ کی حیثیت سے مسلم یونیورسٹی علی گڈھ میں ہوئی ۱۹۷۷ء میں اسی شعبہ میں ان کی تقرری بحیثیت لکچرار ہوگئی، ۱۹۸۳ء میں سید حامد نے ان کا تبادلہ ادارہ علوم اسلامیہ میں کردیا، ۱۹۹۱ میں وہ پروفیسر ہوگئے، ۱۹۹۷ء میں انہیں ادارہ علوم اسلامیہ کا ڈائرکٹر بنادیا گیا، ۲۰۰۰ء تک وہ اس خدمت کو انجام دیتے رہے، ۲۰۰۱ء میں انہیں شاہ ولی اللہ دہلوی ریسرچ سیل کا ڈائرکٹر مقرر کیا گیا، ۳۱ر دسمبر ۲۰۰۶ کو وہ ادارہ علوم اسلامیہ سے سبکدوش ہوگئے؛ لیکن ۲۰۱۰ء تک شاہ ولی اللہ ریسرچ سیل کے ڈائرکٹر کے طور پر انہوں نے کام کیا، کئی سمینار کرائے تقریباً اٹھارہ کتابیں بھی اس ادارہ سے منظر عام پر آئیں۔

ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی کے مطالعہ اور تحقیق کا میدان سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھا، اس موضوع پر عربی اردو انگریزی زبان میں آپ کی تین درجن سے زائد کتابیں اور پانچ سو سے زائد تحقیقی مقالے مختلف جرائد ورسائل میں چھپ چکے ہیں۔ سیرت نبوی پر آپ کی تیس سے زائد مستقل تصنیفات ہیں، جن میں مصادر سیرت نبوی، تاریخ تہذیب اسلامی، عہد نبوی میں تنظیم ریاست وحکومت، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خواتین ایک سماجی مطالعہ، عہد نبوی میں تمدن، مکی اسوہ نبوی، معاش نبوی، قریش وثقیف تعلقات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ کا پہلا مضمون اردو میں برہان دہلی میں ۱۹۷۸ء میں چھپا تھا۔

سیرت سمیناروں میں شرکت کے لیے آپ نے مختلف ممالک کے علمی اسفار کئے، سب سے زیادہ ۲۲ر مرتبہ پاکستان تشریف لے گئے، ان اسفار کی روداد بھی رقم فرمائی، جو غیر مطبوعہ شکل میں موجود ہے، مخلصین اس کی طباعت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی کے اخلاق اعلیٰ وارفع تھے، علم کا رعب اور مزاجی خشونت سے وہ کافی دور تھے، خوش اخلاقی، تواضع، انکساری، عاجزی وفروتنی چھوٹوں پر شفقت ان کی ذاتی خصوصیات تھیں، وہ بے جا تکلف کے قائل نہیں تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ”تکلف میں ہے تکلیف سراسر“۔ ایک موقع سے ڈائس پر تشریف لانے کے پہلے ناظم سمینار نے آپ کے تعارف میں عربی وفارسی کے اشعار پڑھے، ڈاکٹر صاحب تشریف لائے اور انتہائی عاجزی کے ساتھ فرمایا۔ ”حضرات! ابھی جو آپ اردو، عربی، فارسی میں اس ناچیز کا تعارف سماعت فرمارہے تھے، اسے مبالغہ آرائی کہتے ہیں، اس طالب علم کا تعارف بس یہی ہے کہ یہ یکے از خادمان سیرت ہے۔“

ڈاکٹر صاحب سیرت نگاری میں علامہ شبلی کے قائل تھے، اور کہا کرتے تھے کہ ”علامہ شبلی کے یہاں سیرت نگاری کے اصول تو کم ہیں البتہ حدیث کے درایتی اصول زیادہ ہیں، اس کی وجہ سے وہ دو چیزوں میں فرق نہیں کر پاتے ہیں، جس کی وجہ سے مسائل پیدا ہوتے ہیں، فرماتے کہ سیرت نگاری میں ان کا مقدمہ بہت زبردست ہے اور اس میں اضافہ کی گنجائش ہے، علم کا معاملہ ایسا ہی ہوتا ہے، ایک جگہ رکا نہیں رہتا، آگے بڑھتا رہتا ہے۔“

ان کی نظر میں عربی اور اردو میں شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی کے پائے کا کام اب تک نہیں ہوسکا، وہ علامہ شبلی کی تحریر کردہ صرف دو جلدوں کو سیرت النبی کہتے تھے، باقی سب کو وہ اسلام اور دوسرے مباحث سے تعبیر کرتے تھے۔

ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی سے میری بہت ملاقات نہیں تھی، ایک ملاقات خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ میں تصوف پر سمینار کے موقع سے ہوئی تھی، میں ان دنوں مدرسہ احمدیہ ابابکر پور ویشالی میں مدرس تھا، عابد رضا بیدار ان دنوں خدابخش کے ڈائرکٹر تھے، ان کی توجہ سے میری بھی شرکت ہوجایا کرتی تھی، سمینار کے بعد ڈاکٹر صاحب سے ملاقات ہوئی، دریافت کیا کہ آپ کا پسندیدہ موضوع کون سا ہے، میں نے کہا کہ اسلامیات، ڈاکٹر یٰسین صاحب نے فرمایا کہ اسلامیات ایک سمندر ہے، اس کے موضوعات وسیع اور متنوع ہیں، تب میرا ذہن اس طرف منتقل ہوا، میں نے کہا: فقہ، کہنے لگے: یہ بات ہوئی، دوسری ملاقات ”آئی او اس“ کے ایک منصوبہ پر گفت وشنید کے لیے ہوئی، موضوع سیرت ہی کا تھا اور ”آئی او اس“ والوں نے اس منصوبہ کا ذمہ دار انہیں بنایا تھا، کام بڑا وقیع تھا اور میری مشغولیات میں اس کے لیے وقت فارغ کرنا مشکل تھا، اس لیے میں ان کے منصوبے پر علمی انداز میں کچھ نہیں کرسکا، اس کے بعد اور کوئی ملاقات یاد نہیں آتی ہے، البتہ ان کی تحریروں کو پڑھتا رہا، ان کی تحقیقات سے فائدہ اٹھاتا رہا، ذہن ودماغ پر سیرت کے موضوع پر ان کے کام کا عکس جمیل اس طرح بیٹھا کہ موجودہ عہد میں میں انہیں ہندوستان وپاکستان کا بڑا سیرت نگار سمجھنے لگا، اور انتقال کے بعد بھی میں اپنی اس سمجھ میں کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں محسوس کرتا۔

اللہ کے محبوب پر اتنا وقیع کام کرنے والے اور پوری زندگی سیرت کے مطالعہ میں صرف کرنے والے اس مؤرخ، محقق اور سیرت نگار کا استقبال فرشتوں نے پُر جوش انداز میں کیا ہوگا اور ”**فادخلي في عبادي وادخلي جنتي**“ کے مژدہ نے ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی کی ساری تکان دور کردی ہوگی اور منکر نکیر نے ”**نم كنومة العروس**“ دلہن کی طرح سونے کا کہہ کر ان پر شادمانی کی کیفیت طاری کردی ہوگی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

کتابوں کی دنیا

ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

حقائق (حصہ دوم)

الحاج عبد الرحیم انصاری صاحب کی کتاب حقائق (حصہ دوم) میرے پیش نظر ہے، وہ سابق جج ہیں اور عدالت کی کرسی پر بیٹھ کر انصاف کی روشنی بکھیرنا ان کا کام رہا ہے، سبکدوشی کے بعد ان کا ایک دوسرا رخ ہم لوگوں کے سامنے آیا، یہ رخ اسلامی کتابوں کے مطالعہ کے بعد حاصل مطالعہ اپنے الفاظ میں قاری تک پہونچانے کا ہے، عمر کی جس منزل میں وہ ہیں، اس میں اسلامی افکار ومعتقدات پر پکڑ مضبوط ہوجاتی ہے اور دنیا میں رہ کر آخرت کی فکر زیادہ ہونے لگتی ہے، یہ فکر اپنے لیے بھی ہوتی ہے اور دوسروں کو راہ راست پر لانے کے لیے بھی، محترم جناب الحاج عبد الرحیم انصاری کی یہ کتاب اسی احساس دروں کی عکاس اور دوسروں تک اسلامی افکار پہونچانے کی ایک مستحسن کوشش ہے۔

حقائق حصہ دوم کے مندرجات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ایمان واسلام سے متعلق بنیادی تعلیمات، اللہ و رسول کی اطاعت کی ضرورت، شرک کی خرابی اور اس کی نحوست کے بیان کے ساتھ بعض ان موضوعات پر خامہ فرسائی کی ہے، جس سے دنیوی زندگی بھی سنور سکتی ہے۔

کتاب کے بیش تر مندرجات کا تعلق آیات قرآنی سے ہے، جس کے حوالہ کی پابندی کی گئی ہے، بعض مضمون مثلاً جے شری رام کے مندرجات سے کلی طور پر اتفاق نہیں کیا جاسکتا؛ کیوں کہ اس سے وحدت ادیان کی بو آتی ہے، اسی طرح اس مضمون کے بعض حصے حقائق سے بھی پرے معلوم ہوتے ہیں۔ غالب کے ضرب الامثال قبیل کے اشعار بے حد قیمتی ہیں اور ان میں حقائق کا اظہار بھی ہے؛ لیکن اس کتاب کے موضوع سے میل نہیں کھاتے، یہ ہماری رائے ہے، البتہ مصنف نے کچھ سوچ کر ہی اسے اس کتاب میں شامل کیا ہوگا، میرا احساس یہ ہے کہ یہ بے جوڑ ہے، مندرجات کی درجہ بندی سے کتاب کی قدر وقیمت میں اضافہ ہوتا ہے اور تھوڑی سی بے توجہی سے کتاب نقص کا شکار ہوجاتی ہے۔

زیادتی ہوگی اگر الحاج عبد الرحیم انصاری صاحب کے ذریعہ الفاظ کے انتخاب اور جملوں کی ترتیب کو اردو کے کہنہ مشق اہل قلم اور ادیبوں کے طرز تحریر، اسلوب، تعبیر وغیرہ پر پرکھا جائے؛ کیوں کہ جج صاحب، انگریزی اور ہندی لکھنے کے عادی رہے ہیں، اب انہوں نے اردو میں لکھنا شروع کیا ہے، اس لیے انصاف کی بات یہی ہے کہ ”ان کے مضمون کو پڑھ، ان کے لفافے کو نہ دیکھ“ والا معاملہ کرنا چاہیے، مشق ومزاولت سے دھیرے دھیرے اسلوب وتعبیرات میں فرق آتا جائے گا، بلکہ اگلی کسی تصنیف میں آپ دیکھیں گے کہ بہت کچھ بدل چکا ہوگا۔

میری سوچی سمجھی رائے یہ ہے کہ الحاج عبد الرحیم صاحب نے حقائق لکھنے کا کام افسانہ کی ضد کے طور پر کیا ہے، حقائق افسانوں میں بھی ہوا کرتے ہیں، اس میں صرف کردار کے نام ہی فرضی ہوتے ہیں، البتہ کہیں کہیں اور کبھی کبھی تخیلات کی فراوانی سے بھی افسانہ کے مندرجات حقائق سے دور چلے جاتے ہیں، حقائق کو اگر افسانہ کے مقابل کھڑا کرنا ہے تو حقیقت کو اس ہیئت اور فورم میں ہی بیان کرنا ہوگا، تبھی لوگوں کی توجہ اس پر مرکوز ہوسکے گی، قرآن کریم اور احادیث رسول میں سب سے بہتر حقائق بیان کیے گیے ہیں اور عمل کے میدان میں آگے بڑھانے، دنیا وآخرت کو سنوارنے کے لیے وہ نسخۂ کیمیا اور تاثیر میں اکسیر کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان کا ذکر کار ثواب ہے؛ لیکن جب جناب عبد الرحیم انصاری صاحب یہ لکھتے ہیں کہ

”میں نے ایک نیا فن، ایک نئی طرز تحریر ایجاد کی اور نام رکھا ”حقائق“ یہ افسانے کی ضد ہے اور فنٹاسی اور فکشن کے برعکس یہ حقیقی واقعات کا رکارڈ ہے“ تو مبالغہ سا محسوس ہوتا ہے، اس میں حقیقی واقعات کے رکارڈ کی بات صحیح ہے؛ لیکن اسے افسانے کی ضد قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

یہ چند باتیں نوک قلم پر بے ساختہ آگئیں، اس کے باوجود قرآن واحادیث کے جو ترجمے اور اقتباس ہیں ان کی اہمیت مسلم ہے اور ان پر عمل کرکے دنیا وآخرت سنور سکتی ہے، اور خرافات میں مشغول لوگوں کو آیات وروایات سے جوڑا جاسکتا ہے۔

دعاء مغفرت

امارت شرعیہ کے ترجمان ہفت روزہ ”نقیب“ پٹنہ کے سابق منیجر جناب اسلم آرزو مرحوم کی اہلیہ محترمہ موضع پنہسہ بہار شریف (نالندہ) طویل علالت کے بعد ۱۰ر فروری ۲۰۲۱ کو رحلت کرگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ ایک خدا رسیدہ خاتون تھیں اور اکابر علماء سے عقیدت مندانہ تعلق رکھتی تھیں۔ اللہ مرحومہ کے درجات کو بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر وثبات کی توفیق بخشے۔ قارئین سے دعاء مغفرت کی درخواست ہے۔

حکایات اہل دل

❁امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کو کون نہیں جانتا؟ ان کے علم وفضل اور زہد وتقویٰ کی پورے عراق میں دھوم ہے، اپنے عہد کے بڑے بڑے ائمہ وفضلا ان کی علمی عظمتوں کے معترف ہیں، امام سفیان ثوریؒ انہیں اقلیم علم حدیث کا امیر المومنین کہتے ہیں، درس وتدریس اور کتاب وسنت کی اشاعت ان کی زندگی کا اوّل وآخر مقصد ہے، ایک دنیا ان سے فیض پانے اُمڈی چلی آتی ہے، خلیفۂ وقت بھی ان کا عقیدت مند ہے، لیکن ان کا دل بے نیاز، ہر دو جہاں سے غنی ہے، ہدیئے اور عطیات آتے ہیں، مگر انہیں کبھی اپنے کام میں نہیں لاتے فوراً محتاجوں اور مساکین میں تقسیم کردیتے اور خود نہایت عسرت اور تنگدستی کی زندگی گزارتے ہیں، ایک بار خلیفہ مہدی نے ان کی خدمت میں تین ہزار درہم بھیجے، انہوں نے پوری رقم اہل احتیاج میں بانٹ دی، کسی غریب کو دیکھتے ہیں تو ان کا دل بھر آتا ہے، اور جو کچھ پاس ہو دے ڈالتے ہیں، ایک مرتبہ گدھے پر سوار کہیں جارہے تھے، راستے میں مشہور محدث سلیمان بن مغیرہ ملے اور فقر وفاقہ کی شکایت کی، انہوں نے کہا: ''واللہ میرے پاس یہی ایک گدھا ہے، اور کوئی چیز نہیں ہے، یہ فرما کر نیچے اترے اور گدھا سلیمان کے حوالہ کردیا۔ ایک بار کسی پڑوسی نے ان سے کچھ مانگا، فرمایا: ''تم نے ایسے وقت سوال کیا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں، اچھا یہ سواری کا گدھا لے لو۔'' اس نے گدھا لینے سے انکار کیا، امام نے اصرار کیا تو اس نے لے لیا، ابھی تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ امام کے بعض احباب کی نظر گدھے پر پڑی، پہچان گئے کہ امام کی سواری کا گدھا ہے۔ وہ ان کی طبیعت سے واقف تھے، اس لیے صورت حال سمجھ گئے، انہوں نے اس شخص سے پانچ درہم میں گدھا خرید لیا اور پھر لاکر امام کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کردیا۔

امام شعبہؒ اس وصف میں بالکل انصار کا نمونہ ہیں، جن کے متعلق قرآن نے کہا ہے: ''وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰیٓ اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ'' (انصار کا حال یہ ہے کہ وہ خود تنگدستی میں مبتلا ہونے کے باوجود ایثار سے کام لیتے ہیں۔)

امام کو آخرت کا خوف ہر وقت دامن گیر رہتا ہے۔ حدیث کی روایت میں بڑے محتاط ہیں، مگر اس احتیاط کے باوجود ہر وقت ڈرتے ہیں کہ کوئی غلطی ہوگئی تو خدا کے حضور پکڑا جاؤں گا۔ اکثر فرماتے ہیں کہ کاش میں معمولی فرد ہوتا، مجھے حدیث کی معرفت نہ حاصل ہوتی، جب کوئی حدیث ان کے سامنے بیان کی جاتی ہے تو چیخ اٹھتے ہیں، یہ خوف محض حدیث کے راوی ہونے کی حیثیت ہی سے ان پر طاری نہیں ہوتا بلکہ یہ خیال بھی پریشان رکھتا ہے کہ جو احادیث لوگوں کے سامنے بیان کررہے ہیں، ان پر خود کس حد تک عمل پیرا ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ ان کا شمار ان لوگوں میں ہو جن کو اللہ نے تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔ ''لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ، كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ'' (وہ بات کیوں کہتے ہو، جس پر عمل نہیں کرتے، اللہ کے نزدیک قول اور فعل کا یہ تضاد بہت بُری بات ہے۔)

☆☆☆

❁ مسعر بن کدامؒ علمی اور دینی اعتبار سے بہت بلند پایہ شخصیت ہیں اور زہد وورع کا یہ عالم ہے کہ ساری ساری رات رکوع وسجود اور قیام وقعود میں کاٹ دیتے ہیں ـــــ روزانہ نصف قرآن ختم کرتے ہیں، تلاوت قرآن کے بعد ہلکی سی جھپکی ہی لے پاتے ہیں کہ چونک اٹھتے ہیں، جیسے کوئی چیز کھو گئی ہو، اور وہ پریشان ہوکر اسے تلاش کررہا ہو، ماں کے بہت خدمت گزار ہیں، ایک بار ماں نے عشاء کے بعد پانی مانگا، لے کر آئے تو وہ سو چکی تھیں، انہیں جگانا مناسب نہ سمجھا، ساری رات پانی لیے کھڑے رہے کہ نہ جانے کس وقت ماں کی آنکھ کھل جائے، دنیا اور اس کی شان وشوکت سے بے نیاز ہیں، خلیفہ ابوجعفر عباسی آپ کا عزیز ہے، اس نے ایک مرتبہ آپ کو کسی مقام کا گورنر بنانا چاہا تو یہ کہہ کر معذرت کردی: ''میرے گھر والے تو مجھ میں دو درہم کا سودا لانے کی اہلیت نہیں پاتے اور تم مجھے گورنر بنانا چاہتے ہو؟'' اکثر حزنیہ اشعار ان کی زبان پر ہوتے ہیں اور یہ دو شعر بہت زیادہ پڑھتے ہیں:

''وہ لذتیں اور آسائشیں جو حرام ذرائع سے کسی کو حاصل ہوں اور جن کے پیچھے گناہ اور ذلّت بھی ہو، آخر ان کے نتائج بُرے ہی ہوتے ہیں ـــــ اور اس لذّت میں کوئی خیر وخوبی نہیں، جس کے نتیجے میں انسان جہنم کی آگ میں جھونک دیا جائے۔''

☆☆☆

❁امام مالکؒ کے جلیل القدر شاگرد عبداللہ بن وہب درس دے رہے ہیں، مشرق ومغرب سے آئے ہوئے شاگرد حلقہ باندھے بیٹھے ہیں، ایک سائل آکر کہتا ہے: ''اے ابومحمد! کل جو درہم آپ نے مجھے دیئے تھے وہ سب کے سب کھوٹے تھے۔''

''بھائی! میرے پاس عموماً ہدیئے اور عاریت کی رقمیں آتی ہیں، کل جس طرح رقم آئی، ویسی ہی تمہیں دے دی۔'' عبداللہ معذرت کے لہجے میں کہتے ہیں، سائل بھڑک اٹھتا ہے اور چیخ چیخ کر کہتا ہے: ''اللہ کی رحمت ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر، جنہوں نے فرمایا: ''ایک وقت آئیگا، جب صدقات وخیرات کے ذرائع امت کے منافقوں کے پاس چلے جائیں گے۔''

ابن وہب اس تلخ کلامی پر خاموش رہتے ہیں، مگر عراقی شاگرد سے رہا نہیں جاتا، سائل کے منہ پر اس زور سے تھپڑ جڑ دیتا ہے کہ وہ گر پڑتا ہے۔ سائل شور مچا مچا کر کہتا ہے: ''ابومحمد! تمہاری مجلس میں لوگ ایسی حرکتیں کرتے ہیں؟'' ابن وہب اپنے شاگرد سے کہتے ہیں: ''بھلے مانس تم نے یہ کیا حرکت کی؟''

''استاذ محترم! وہ کہتا ہے ''میں نے آپ ہی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مومن کی عزت کی حفاظت اس منافق سے کرے جو اس کی بدگوئی میں لگا ہوا ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھے گا۔ خدا نے عام مسلمانوں کی حمایت کا اتنا اجر وثواب رکھا ہے، آپ تو امام اور پیشوا ہیں، آپ کی حمایت کا بارگاہ الٰہی سے ثواب ملے گا اس کا تو اندازہ ہی نہیں کیا جاسکتا۔'' ''برخوردار! اگر تمہاری یہ نیت تھی تو اللہ تمہیں اس کا یقیناً اجر عطا کرے گا ـــــ'' ابن وہب فرماتے ہیں۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہتے ہیں: ''اچھا اس سلسلے کی دوسری حدیث بھی سن لو، رسو اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کچھ ایسے مساکین ہوں گے جو مالدار ہوں گے، جو نہ تو نماز کے لیے وجو کریں گے، نہ ناپاکی دور کرنے کے لیے غسل، مسجدوں اور عیدگاہوں میں جاکر اپنی بزرگی جتلائیں گے، دست سوال دراز کریں گے اور زعم یہ ہوگا کہ ہم جو کچھ لوگوں سے وصول کرتے ہیں، یہ ہمارا حق ہے، لیکن اپنے اوپر خدا کا کوئی حق نہ سمجھیں گے۔''

☆☆☆

❁ محمد بن سیرینؒ ہیں تو غلام زادے، مگر بڑے اونچے پائے کے بزرگ، نہایت عالم اور فاضل اور اللہ والے ایسے کہ دیکھ کر خدا یاد آجاتا ہے، بازار سے گزرتے یا کسی مجلس میں جاتے ہیں تو کوئی آدمی ایسا نہیں ہوتا، جو آپ کے رخ پر نظر ڈالنے کے بعد اللہ کا ذکر نہ شروع کردے، تجارت ان کا ذریعۂ معاش ہے، حلال روزی کمانے میں اتنی احتیاط برتتے ہیں کہ بعض دفعہ بڑا مالی نقصان اٹھانا پڑجاتا ہے، مگر پروا نہیں کرتے، ایک مرتبہ اسی احتیاط کی بدولت آپ کو جیل جانا پڑا، ہوا یوں کہ چالیس ہزار درہم کا زیتون کا تیل خریدا، اس میں سے مرا ہوا چوہا نکل آیا، شاید کولہو میں پڑگیا تھا، آپ نے سارا تیل پھنکوا دیا، لیکن اتنی بڑی رقم ادا نہ کرسکے اور قید کی سزا بھگتنی پڑی۔

تجارت کے سلسلے میں اکثر کھوٹے سکے آپ کے پاس آجاتے ہیں، مگر اپنے گاہکوں کو دیتے نہ ان سے کوئی چیز خریدتے، بلکہ ان سب کو بیکار کردیتے ہیں، جس وقت اللہ کو پیارے ہوئے تو آپ کے یہاں سے ایسے پانچ سو سکے نکلے۔ اپنے ہم پیشہ لوگوں کو بھی حلال روزی کمانے کی تلقین کرتے ہیں، فرماتے ہیں: ''اللہ نے جو حلال روزی تمہارے نصیب میں لکھ دی ہے، اسی کو تلاش کیا کرو، حرام طریقوں سے حاصل کروگے تب بھی مقدر سے زیادہ نہ ملے گی۔''

☆☆☆

❁ مولانا سید اصغر حسین محدثؒ کا شمار دارالعلوم دیوبند کے نہایت بلند مرتبت اساتذہ میں ہوتا ہے، صاحب کمال ہیں، خلوت گزینی اور زہد وعبادت ان کا مشغلہ ہے، مدت تک کچے مکان میں رہے، ایک مرتبہ کسی شاگرد نے عرض کیا: ''حضرت! مکان پختہ اینٹوں کا بنوالیں، تو یہ جو ہر سال لیپنے پوتنے پر مصارف اُٹھ جاتے ہیں، ان سے اور محنت مشقت سے نجات مل جائے گی۔'' فرمایا: ''ماشاء اللہ بات تو بہت عقل کی کہی، ہم بوڑھے ہوگئے، دھیان ہی میں نہ آیا۔'' پھر کہنے لگے: ''عزیزم میرے پڑوس میں غریب بستے ہیں، سب کے کچے مکان ہیں، میں نے پکا بنوالیا تو انہیں حسرت ہوگی اور خود اتنی وسعت نہیں کہ سب کے پکے مکان بنوادوں'' اس کے بعد عرصۂ دراز تک مکان کچا ہی رہا، پکا مکان اس وقت بنوایا، جب اڑوس پڑوس کے سب مکان پختہ تعمیر ہوچکے تھے۔

☆☆☆

❁ایک نوجوان شخص چوری کے جرم میں خلیفہ ہارون الرشید کے دربار میں لایا گیا، خلیفہ نے ہاتھ کاٹ ڈالنے کا حکم دیا۔ لڑکے کی ماں بیقرار ہوکر گریہ وزاری کرنے لگی، کہ اے خلیفہ مجھ ضعیفہ کا یہی ایک سہارا ہے، تو اللہ کے واسطے اس کی خطا سے درگزر کر، خلیفہ نے کہا کہ اگر میں اسے چھوڑ دوں تو خدا کا گنہگار ٹھہروں گا، عورت نے جواب دیا کہ اے خلیفہ تو دن میں خدا جانے کتنے گناہ کرتا ہوگا جن کے لیے خدا سے معافی بھی چاہتا ہوگا، ان کے ساتھ یہ بھی ایک اور سہی، خلیفہ ہنسا اور اسے چھوڑ دیا۔

☆☆☆

❁ ایک دفعہ مشہور تابعی حضرت سعید بن جُبیرؒ نے خواجہ حسن بصریؒ سے عرض کیا کہ کہ مجھے کوئی نصیحت فرمایئے، آپ نے فرمایا تین چیزوں سے ہمیشہ بچتے رہو، اول یہ کہ بادشاہوں سے میل جول نہ رکھنا، کیوں کہ اس کا انجام بالعموم اچھا نہیں ہوتا، بادشاہ خواہ کتنا ہی شفیق اور مہربان کیوں نہ ہو، اس کو آنکھ بدلتے کچھ دیر نہیں لگتی۔ دوسری یہ کہ کسی نامحرم عورت کے ساتھ خلوت میں نہ بیٹھنا خواہ وہ رابعۂ دوران ہی کیوں نہ ہو، اور خواہ تو اسے قرآن پاک کی تعلیم ہی کیوں نہ دیتا ہو۔ تیسری یہ کہ مزامیر (آلات موسیقی) سے پرہیز کرنا، کیوں کہ مزامیر سے دل قابو میں نہیں رہتا، انسان لغزش کھا جاتا ہے۔

☆☆☆

❁ ایک مرتبہ ایک شخص ماتھے پر پٹی باندھے حضرت رابعہ بصریہؒ کے سامنے سے گذرا، آپ نے اس سے دریافت کیا کہ کیوں بھئی کیا بات ہے سر پر پٹی باندھ رکھی ہے، اس نے جواب دیا میرے سر میں شدید درد ہورہا ہے، حضرت رابعہؒ نے پوچھا تمہاری عمر کیا ہے؟ اس نے کہا تیس برس، آپ نے دریافت کیا، تم اس مدت میں بیمار رہے یا تندرست؟ اس نے جواب دے دیا، میں ہمیشہ تندرست رہا ہوں، کبھی بیمار نہیں ہوا، حضرت رابعہؒ نے فرمایا کہ تیس برس صحت کی دولت سے مالا مال رہنے کے باوجود، تو نے کبھی اپنے سر پر شکر کی پٹی نہیں باندھی، آج تیرے سر میں درد ہوگیا تو مخلوق خدا کے سامنے شکایت کی پٹی سر پر باندھے پھرتا ہے۔

☆☆☆

❁ حضرت بایزید بسطامیؒ کے پڑوس میں ایک آتش پرست کا مکان تھا، ایک دفعہ وہ سفر پر گیا، اس کا ایک شیر خوار بچہ تھا، رات ہوتی تھی تو یہ بچہ اندھیرے کی وجہ سے رونے لگتا تھا، کیوں کہ اس آتش پرست کے گھر میں چراغ نہیں تھا، شیخ نے اپنا معمول بنالیا کہ جوں ہی رات ہوتی، وہ اپنے گھر سے چراغ اٹھاتے اور ہمسایے کے گھر میں رکھ آتے تھے، اس طرح بچہ خوش ہوجاتا تھا، آتش پرست سفر سے واپس آیا تو اس کی بیوی نے سارا حال اسکو سنایا، وہ شیخ کے اخلاق سے اس قدر متاثر ہوا کہ فوراً ان کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام قبول کرلیا۔

☆☆☆

❁ایک مرتبہ ایک شخص عبداللہ بن مبارکؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں سات سو درہم کا مقروض ہوں، آپ میری طرف سے قرض ادا کردیں، آپ نے فوراً اپنے وکیل کو لکھ دیا کہ اس شخص کا قرض ادا کردیا جائے، یہ شخص خط لے کر وکیل کے پاس آیا تو اس نے پوچھا کتنی رقم کے مقروض ہو، اس نے کہا سات سو درہم کا، وکیل نے ابن مبارکؒ کو لکھا کہ آپ نے اپنے خط میں اس شخص کو قرض ادا کرنے کے لیے سات ہزار درہم دینے کا حکم دیا ہے، حالانکہ اس شخص کا قرض صرف سات سو درہم ہے۔ حضرت ابن مبارکؒ نے جواب میں لکھا: جو کچھ میرے قلم سے نکل گیا ہے اس میں کمی نہ کرو، اس شخص کو سات ہزار درہم دے دو۔ **(ماخوذ)**

عدلیہ کے وقار کے تحفظ کی ضرورت

عاقل حسین

دنیا کے سب سے بڑے جمہوری ملک ہندستان میں قانون وانصاف کی جو بدتر حالت ہوگئی ہے اور جس طرح عدالتوں میں ماورائے انصاف فیصلے ہور ہے ہیں کہ عدلیہ خود انصاف کی طلبگار بن گئی ہے، گذشتہ ۶ ؍سالوں کے عدالت کے فیصلے کو دیکھا جائے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کہیں نہ کہیں ملک کی عدالت صاحب اقتدار پارٹی کے سامنے بے بس ہے اور مجبور محض بن کر فیصلے سنا رہی ہے۔ گذشتہ دنوں ۲۸ ؍سال پرانے ایودھیا مسجد انہدام معاملے کی سماعت کرتے ہوئے لکھنؤ واقع سی بی آئی کی خصوصی عدالت نے بی جے پی کے سینئر لیڈر لال کرشن اڈوانی، مرلی منوہر جوشی، کلیان سنگھ، اوما بھارتی، ونے کٹیار اور سادھوی رتم بھرا سمیت ۳۲ ؍ملزمین کو بری کردیا، تب بھی عدلیہ کو شرم سار ہونا پڑا، واضح رہے کہ اس معاملے کے ۱۶ ؍ملزمین کی پہلے ہی موت ہو چکی ہے، سی بی آئی کی خصوصی عدالت کے جج سریندر کمار یادو نے سبکدوش ہونے سے قبل اپنے دیئے گئے فیصلے میں کہا کہ بابری مسجد انہدام واقعہ منصوبہ بند نہیں تھا، عوام نے جب یہ فیصلہ سنا تو وہ حیران وششدر رہ گئی، کیوں کہ پورا ملک جانتا ہے کہ ۶ ؍دسمبر ۱۹۹۲ء کو کارسیوکوں کی لاکھوں کی بھیڑ نے دن کی روشنی میں بابری مسجد کا ڈھانچہ منہدم کردیا تھا اور پورے ملک میں فرقہ وارانہ فسادات بھڑک اٹھے تھے، اس کے بعد ۱۶ ؍ستمبر ۱۹۹۲ء کو جج لبراہن کی قیادت میں ایک رکنی کمیشن بنایا گیا تھا، کمیشن نے ۱۷ ؍سال بعد اپنی رپورٹ سونپی تھی، کمیشن نے ۱۰۰ سے زائد گواہوں سے پوچھ گچھ کی تھی اور اپنی رپورٹ میں کمیشن نے متنازعہ ڈھانچہ گرائے جانے کے معاملے کو منظم اور منصوبہ بند معاملہ بتایا تھا؛ لیکن سی بی آئی کے اسپیشل کورٹ کے جج سریندر یادو کے حالیہ فیصلے سے ایسا لگتا ہے کہ ۶ ؍دسمبر ۱۹۹۲ء کے واقعہ کی سماعت کے وقت ان کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی، اس منصوبہ بند واقعہ کو پورے ملک نے دیکھا تھا، میڈیا نے ہمت کرکے اس کی کوریج بھی کی تھی، اس دن مرلی منوہر جوشی واوما بھارتی کی موجودگی میں لال کرشن اڈوانی نے انتہائی اشتعال انگیز خطاب بھی کیا تھا، اسی خطاب کو سننے کے بعد کارسیوک اور زیادہ مشتعل ہوگئے تھے، یوپی کے اس وقت کے وزیراعلیٰ کلیان سنگھ کی واضح ہدایت تھی کہ کارسیوکوں پر گولی نہیں چلنی چاہئے، اس وقت کے وزیراعلیٰ کلیان سنگھ کی ہدایت پر افسران نے کسی طرح کی دفاعی کارروائی نہیں کی تھی اور لاکھوں کی بھیڑ میں آئے کارسیوکوں نے لال کرشن اڈوانی کا خطاب سنتے ہی مشتعل ہوکر سال ۱۵۲۷ء میں بنی قدیم اور عالی شان بابری مسجد کو توڑ دیا تھا، پورے ملک کو معلوم ہے کہ بابری مسجد کو توڑنے سے قبل سال ۱۹۹۰ء میں بھاجپا کے فائر برانڈ نیتا لال کرشن اڈوانی ایودھیا میں رام مندر کی تعمیر کے لئے رتھ یاترا پر نکلے تھے اور ۲۳ ؍اکتوبر ۱۹۹۰ء کی صبح ہی بہار کے اس وقت کے وزیراعلیٰ لالو پرساد کے حکم پر اڈوانی کو سمستی پور سے گرفتار کرلیا گیا تھا، اڈوانی کی گرفتاری کی خبر سننے کے بعد اٹل بہاری واجپئی نے کہا تھا کہ ان کی پارٹی اور وی پی سنگھ حکومت کے درمیان ۲۰ ؍اکتوبر ۱۹۹۰ء کو خفیہ معاہدہ ہوا تھا کہ لال کرشن اڈوانی اپنی رتھ یاترا مکمل کرنے کے بعد ایودھیا میں کارسیوا بھی کریں گے اور یوپی کے وزیراعلیٰ ملائم سنگھ یادو کو بھی اس بات کا علم تھا، اٹل بہاری واجپئی نے کہا تھا کہ مجھے پتہ نہیں اس معاہدہ سے واپس جانے کا کوئی دباؤ تھا یا پھر جنتادل کا اندرونی خلفشار اس کا ذمہ دار تھا، واجپئی نے کہا تھا کہ ہوسکتا ہے کہ وزیراعظم وی پی سنگھ اور ملائم سنگھ یادو کے درمیان عدم اتفاق کے سبب اڈوانی گرفتار کئے گئے ہوں، اڈوانی کی گرفتاری کے سبب بی جے پی نے وی پی سنگھ حکومت سے اپنی حمایت واپس لے لی جس کی وجہ سے وی پی سنگھ کی حکومت گر گئی تھی، وی پی سنگھ حکومت کے خلاف مندر برہم استر تھا۔ اس واقعہ نے ملک کی سیاست کے معنی بدل دیئے تھے، نومبر ۱۹۹۲ء میں بابری مسجد گرائے جانے کا منصوبہ تیار کیا گیا تھا، نومبر ۱۹۹۲ء میں سی سی پی اے کی کم از کم ۵ ؍بیٹھک ہوئی، اس میں ایک بھی کانگریسی لیڈر نے نہیں کہا کہ کلیان سنگھ کو برخواست کردینا چاہئے، جبکہ مرکز میں کانگریس کی حکومت تھی، بابری مسجد گرانے کے منصوبہ میں کہیں نہ کہیں کانگریس بھی شامل تھی اور اس طرح مرکزی اور ریاستی حکومت کی ساز باز سے ۶ ؍دسمبر ۱۹۹۲ء کو بابری مسجد منہدم کردی گئی، اسی بابری مسجد انہدام کا نتیجہ ہے کہ ۲۰۱۴ء میں مندر تعمیر کے نام پر واضح اکثریت سے مرکز میں مودی کی قیادت میں بی جے پی حکومت آئی، ساتھ ہی ۲۰۱۹ء میں بھی مودی حکومت رام مندر تعمیر کے نام پر پھر سے اقتدار میں آئی، بابری مسجد کی زمین پر اب تک مندر نہیں بنا؛ لیکن رام مندر تعمیر کے نام پر حکومت میں آتے رہے۔

اس کے لئے مودی حکومت نے ۹ ؍نومبر ۲۰۱۹ء کو سپریم کورٹ کے من مانے فیصلے کے بعد سنگ بنیاد رکھا، اسی کی دوسری کڑی سی بی آئی کی خصوصی عدالت کا فیصلہ ہے جس میں جج سریندر کمار یادو نے ثبوتوں کے فقدان اور مشتعل بھیڑ کو روکنے میں معاونت کرنے کا حوالہ دے کر سبھی ملزمین کو بری کردیا، ملک کی تاریخ میں جس طرح ۶ ؍دسمبر ۱۹۹۲ء کا دن اس ملک کی پیشانی پر ایک بد نما داغ ہے، اسی طرح ۹ ؍نومبر ۲۰۱۹ء اور ۳۰ ؍ستمبر ۲۰۲۰ء کا دن بھی ہندستانی تاریخ میں سیاہ دن کی حیثیت سے جانا جائے گا۔

ویسے گذشتہ ۶ ؍سالوں میں مجھے ایسا محسوس ہوا ہے کہ ملک کی جمہوریت جن ۴ ؍ستونوں یعنی عدلیہ، انتظامیہ، مقننہ اور میڈیا پر کھڑی ہے وہ چاروں ستون کمزور ہورہے ہیں، خاص طور پر عدلیہ سے عوام کا اعتماد اٹھتا جارہا ہے، عدلیہ ملک کے جمہوری ڈھانچے کو بچانے میں اپنی جواب دہی سے بھاگ رہی ہے یا پھر لالچ یا حکومت کے دباؤ میں کام کررہا ہے، یہی وجہ ہے کہ عدلیہ کے اعلیٰ عہدہ پر فائز شخص نے ۹ ؍نومبر ۲۰۱۹ء کو بابری مسجد کی زمین پر رام مندر کا فیصلہ سنانے والے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس رنجن گگوئی کے ریٹائر ہونے کے بعد بھاجپا حکومت نے یکطرفہ فیصلہ دینے کے عوض میں راجیہ سبھا کا ممبر بنا کر انھیں انعام دیا، اس کے ساتھ ہی بہار میں ایگزیکیٹو کا رنگ ہر کسی نے دیکھا ہی ہے کہ کس طرح سے گذشتہ ایک سال میں بہار کے ڈی جی پی رہے گوپتیشور پانڈے نے اسمبلی انتخاب کی سرگرمی شروع ہوتے ہی اپنے عہدہ سے ۶ ؍مہینہ پہلے ہی وی آر ایس لے لیا اور انتخاب لڑنے کے لئے جدیو کا دامن بھی تھام لیا اور نتیش کی مدح سرائی کرنے لگے، عدلیہ اور ایگزی کیوٹیو کا اگر ایسا کردار رہا تو مستقبل میں ملک کے ہر فرد کا اعتماد عدلیہ اور ایگزی کیوٹیو سے اٹھ جائے گا جو جمہوریت کے لئے بہتر نہیں ہوگا، جبکہ ملک میں میڈیا کا کردار جمہوریت کے تئیں کیسا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے، اگر ملک کی جمہوریت کو بچائے رکھنا ہے تو محبین وطن، انصاف پسند افراد کو مذہب وطبقے سے اوپر اٹھ کر آگے آنا ہوگا تبھی ملک کی جمہوریت محفوظ رہ سکے گی۔

تو شاہیں ہے، پرواز ہے کام تیرا

عین الحق امینی قاسمی نائب صدر جمعیۃ علماء بیگوسرائے

یکم فروری ۲۰۲۱ء سے ۷ ؍فروری ۲۰۲۱ء تک الحمد للہ ریاستی سطح پر پورے بہار میں امارت شرعیہ نے ’’ہفتہ برائے تعلیم اور تحفظ اردو‘‘ منانے کا جو عظیم الشان تعلیمی منصوبہ بنایا تھا، وہ بخیر وخوبی اپنے اختتام کو پہنچا، اس درمیان بہار کے مختلف اضلاع سے آرہی خبروں سے اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں کہ تقریباً ہر جگہ عام مسلمانوں نے اس منصوبے کا نہ صرف خیر مقدم کیا؛ بلکہ امارت سے تشریف لائے وفد میں شامل حضرات علماء کرام اور مقامی سطح پر اپنے ممتاز عالم دین ودانشور حضرات کا بھی والہانہ، رضا کارانہ اور جرأتمندانہ استقبال کیا اور ساتھ ہی بنیادی دینی تعلیم کے فروغ کے لئے مکاتب کے قیام، معیاری عصری اداروں اور کوچنگ سینٹروں کے قیام نیز! اردو کے تحفظ کے لئے اپنے گھروں میں اردو بولنے، پڑھنے لکھنے اور اپنے مکان ودکان میں اردو میں بھی نیم پلیٹ لگانے، اردو اخبار ورسائل جاری کرانے اور سرکاری محکموں میں اردو میں درخواست دینے کے سلسلے میں مضبوط عزم وارادوں کے ساتھ عہد وپیاں بھی کیا۔

حسب ہدایت امیر محترم مخدوم گرامی حضرت مولانا سید محمد ولی صاحب رحمانی دامت برکاتہم، امارت شرعیہ نے جو انقلابی شروعات کی ہے اور اس کے قائم مقام ناظم محترم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب زید مجدہ نے جس طرح سے اپنے وفود کی ترتیب بنائی، یہ خوبی ان کی قابل قدر صلاحیت کو اجاگر کرتی ہے۔ کسی بھی پہلو سے منصوبہ بنانا اور اس کا اعلان کردینا جتنا آسان ہوتا ہے، اس سے کہیں زیادہ مشکل اس منصوبے کو زمین پر اتارنا ہے، اس حوالے سے شاندار کامیابی کی پہلی قسط کے طور پر امارت شرعیہ کی پوری ٹیم قابل مبارک باد ہے، جنہوں نے اس ٹھنڈ میں تعلیمی منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے بے طلب بن کر ملت کی فلاح وبہبود کے لئے نہ صرف شہر درشہر سفر کیا، بلکہ ہمیں جھنجھوڑ کر حرکت وعمل پر کھڑا کیا اور ملت ووطن کی تعلیمی ترقی وخوشحالی کیلئے رہنما خطوط واصول دیتے ہوئے صاف صاف کہا کہ:

کھول کر آنکھیں مرے آئینۂ گفتار میں ☆☆☆ آنے والے دور کی دھندلی سی اک تصویر دیکھ

بہار کے مختلف اضلاع میں امارت شرعیہ کی طرف سے بھیجے گئے علماء وفد نے تعلیمی ترقی اور تحفظ اردو کے حوالے سے جو گفتگو فرمائی ہے، اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ ان حضرات نے عام مسلمانوں میں بیداری لانے اور انہیں اپنا بھولا ہوا سبق یاد دلانے میں گویا اپنا دل نکال کر رکھ دیا ہے، مختلف پیراؤں سے تعلیم کے فروغ اور تحفظ اردو کے حوالے سے جو آواز انہوں نے پوری ریاست میں لگائی ہے، اس کا کچھ اندازہ آپ ان حضرات کے تعمیری بیانوں کے خلاصے کے طور پر درج ذیل عنوانات سے بھی لگا سکتے ہیں۔

تعلیم کو عام کرنے اور اردو کے تحفظ میں امارت شرعیہ کی تحریک کا ساتھ دیں، اخلاص وعمل کے ساتھ امارت شرعیہ کی تعلیمی تحریک کو کامیاب بنانے کی محنت ہم سب کی ملی ذمہ داری ہے، اردو کے تحفظ کے لئے حکومت کے ساتھ اردو داں طبقہ کو بھی ایماندارانہ کوشش کرنی ہوگی، تعلیمی انقلاب کے بغیر قوم کی ترقی ناممکن، اس قوم کو پہلا منشور ودستور تعلیم کا ملا ہے، مسلمان بہتر تعلیم کے لئے معیاری اسکول اور مکاتب کے قیام کو یقینی بنائیں۔

ملک کی آزادی اور ترقی میں اردو زبان کا ناقابل فراموش کردار رہا ہے، اردو کے تحفظ وفروغ کے لئے امارت شرعیہ اپنی تحریک جاری رکھے گی، قوموں کے عروج وزوال میں تعلیم اور زبان کی بڑی اہمیت رہی ہے، امارت شرعیہ کی تعلیمی تحریک ہر مرد مومن کے دل کی آواز، روٹی کپڑا مکان کی طرح علم بھی انسان کی بنیادی ضرورت ہے، نئی نسل کے ایمان وعقیدہ کی حفاظت کے لئے ہر مسجد کو تعلیم کا مرکز بنایا جائے، تعلیم ترقی کی شاہ کلید، اردو ہماری تہذیبی میراث، دینی تعلیم کے فروغ کے لئے زیادہ سے زیادہ مکاتب کھولیں، تعلیمی ترقی کے لئے نئی حکمت عملی کے ساتھ منصوبہ بندی ضروری، علم کے بغیر ایمان بھی ادھورا ہے، امارت کے تعلیمی منصوبوں کو فروغ دینے کے لئے مسلسل جدوجہد کی ضرورت، تعلیم عورتوں کو دینی ضروری ہے، لڑکی جو بے پڑھی ہے وہ بے شعور ہے، ملت کو سند یافتہ نہیں، تعلیم یافتہ افراد کی ضرورت ہے، وغیرہ۔ اب سوال ہے کہ پورے بہار کے مختلف اضلاع میں امارت شرعیہ کی جانب سے منعقد مشاورتی اجلاسوں میں جو کمیٹیاں بنی ہیں، جن کو ’’امارت تعلیمی بورڈ‘‘ بھی کہا جاسکتا ہے، کیا ضلعی کمیٹیاں خود کو اتنا مضبوط بنا پائیں گی کہ اپنے اپنے ضلع میں بلاک سے پنچایت اور پنچایت سے وارڈ سطح پر چھوٹی چھوٹی کمیٹیاں ان کے زیر اثر رہ کر کام کو مستحکم بنانے اور مثبت کارگذاری پیش کرنے میں ضلع کمیٹی کا ساتھ دے سکیں، وہ امارت کے اس درد کو اپنے اندر کس حد تک محسوس کرتی ہیں، کیا وہ بھی امارت کی طرح ایک مشن کے طور پر تن من اور دھن کے ساتھ امارت کے اس تعلیمی منصوبے کو زمین پر اتارنے کے لئے خود کو مستعد پائیں گی؟

ظاہر ہے کہ امارت شرعیہ کے اس پیغام کو لوگوں نے تحریک کے طور پر لیا ہے اور کسی بھی تحریک کو گھر گھر تک پہنچانے میں وقت بھی لگتا ہے اور قربانیاں بھی دینی ہوتی ہیں اور کام کا مزاج رکھنے والوں کے لئے یہ سب بہت زیادہ مشکل بھی نہیں ہے، مگر بیداری لانے کے لئے پہلے ضلع کمیٹی کو مضبوط ہونا ہوگا، اس مرکزی کمیٹی کے افراد میں جس درجہ بے چینی، کام کا دھن، جنون، دوڑ بھاگ کا مزاج اور رابطوں کو تازہ کرتے رہنے کا ہنر ہوگا، منصوبوں کو عملی شکل میں دیکھنے دکھانے کی تڑپ ہوگی، افراد کو جگانے، انہیں کام سے جوڑے رکھنے کے لئے ذمہ داری کا بے لوث جذبہ ہوگا تو یقیناً کامیابی بھی ملے گی اور ضلع کمیٹی مضبوط بھی ہوگی، چوں کہ یہ خوبیاں، بہت بڑی طاقت اور کامیابی کا پہلا زینہ ہیں، ایسے میں اگر مرکزی کمیٹیاں ڈھیلی پڑ گئیں تو سمجھ لیجئے کہ اوپر سے نیچے تک کی کمیٹیوں کا حشر وہی پرانا والا ہوگا، جس کو آنکھوں نے دیکھا، دلوں نے محسوس کیا اور ماضی میں ملت کے افراد نے جسے بے وقعت کردیا، تحریک کے حوالہ سے ایسا بھی نہیں ہوتا کہ پہلے دن سے ہی قومی اور بین الاقوامی ہمدردیاں ملنے لگیں گی اور ہماری ایک آواز پر پورا ضلع رام ہوجائے، یہ تو شروع شروع میں بہت مشکل ہے، البتہ مسلسل جدوجہد سے دلوں کو فتح کرلینے کی کئی ایک مثالیں ہیں، جہاں کام بولتا ہے اور دنیا اس کی وجہ سے سلام کرتی ہے۔

اس لئے میرا ذاتی احساس یہ ہے کہ تمام سوالوں کے جوابات ان شاء اللہ یقیناً مثبت ہی ہوں گے، چوں کہ اطلاع کے مطابق جہاں کہیں بھی مرکزی کمیٹیاں تشکیل پائی ہیں، ان میں بیشتر افراد شاہین صفت کے حامل ہیں، پرواز اور مسلسل پرواز ہی جن کی پہچان ہے اور جس انداز سے ہر ضلع میں مقامی سطح پر مخصوصین کا جوق درجوق اجتماع ہوا ہے، ان کے بلند خیالوں سے یقیناً لگتا ہے کہ بننے والی کمیٹیوں کے ذمہ داران اپنا من بنائے ہوئے ہیں اور امارت کی ہدایت پر کام کرنے کا حوصلہ جتائے ہوئے ہیں اور وہ ہر طرح کی جانی، مالی اور وقتی قربانیوں کے لئے بھی تیار ہیں، ان ضلعی ذمہ داران میں یہ ساری اخلاقی وایمانی آمادگیاں دباؤ کے طور پر نہیں، بلکہ سعادت مندی اور کار ثواب سمجھ کر، رضائے الٰہی کے لئے اور ملت اسلامیہ ہندیہ کی خدمت کی غرض سے دکھائی دے رہی ہیں، مشاہدے سے تجربے تک کا سفر بتلاتا ہے کہ پوری کمیٹی کے ایک تہائی افراد بھی فکر مند ثابت ہوگئے تو آنے والے دنوں میں اس کے دیرپا اور مثبت اثرات مرتب ہوں گے، ان شاء اللہ، لوگوں کو احساس ہے کہ اس نے اٹھ کھڑا ہونے میں دیر کردی ہے، اس لئے وہ مکمل حوصلے کے ساتھ امارت کے مشن کی تائید وعمل درآمد کے لئے پرعزم ہوکر سراپا اپیل ہیں کہ:

لو جان بیچ کر بھی جو علم وہنر ملے ☆☆☆ جو ملے جہاں سے بھی ملے جس قدر ملے

پندرہ روزہ امارت اور ہفت روزہ نقیب

ڈاکٹر ریحان غنی، پٹنہ

اب تک کی تحقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ بہار کا پہلا اردو اخبار ''نورالانوار'' تھا جو جولائی ۱۸۵۲ء میں آرہ سے جاری ہوا تھا، اس کے مالک سید محمد ہاشم بلگرامی تھے، اس کے علاوہ بہار میں ۱۸۵۷ء کے غدر سے قبل تین اور اردو اخبارات ''پٹنہ ہرکارہ'' اور ''اخبار پٹنہ'' پٹنہ سے اور ''ویکلی رپورٹ'' گیا سے جاری ہوئے تھے، ۱۸۵۷ء کے انقلاب کی ناکامی کے باعث بہار میں اردو صحافت کی ترقی کی رفتار تقریباً رک گئی، پھر جب بیسویں صدی کا سورج طلوع ہوا تو اردو صحافت کو نئی روشنی ملی اور ملک گیر سطح پر نئے آب وتاب کے ساتھ بے شمار اردو اخبارات ورسائل منظر عام پر آئے، ان میں بہار سے شائع ہونے والا ایک پندرہ روزہ جریدہ ''امارت'' بھی ہے، اس کا پہلا شمارہ آج سے ننانوے (۹۹) سال قبل یکم محرم ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۹۲۴ء منظر عام پر آیا، اس کے ایڈیٹر مولانا مفتی سید شاہ محمد عثمان غنی تھے، یہ امارت شرعیہ کا ترجمان تھا اور ہجری تقویم کے مطابق ہر ماہ کی ۵ اور ۲۰ تاریخ کو بہار کے ایک چھوٹے سے قصبہ پھلواری شریف سے شائع ہوا کرتا تھا، مولانا عثمان غنی بہار کے جید عالم دین، نڈر اور بے باک صحافی تھے، آپ کی پیدائش ۱۵ر رجب ۱۳۱۳ھ مطابق یکم جنوری ۱۸۹۶ء کو ہوئی، آپ دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کرنے کے بعد ہی امارت شرعیہ سے وابستہ ہو گئے تھے، وہ ادارت کے علاوہ امارت شرعیہ کی نظامت اور دارالافتاء امارت شرعیہ میں مفتی کے فرائض انجام دیتے تھے۔ اس وقت میرے سامنے امارت کی دو جلدیں ۲ اور ۴ ہیں، ان دونوں جلدوں کے مطالعے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس جریدے نے بڑی بے باکی کے ساتھ قوم وملت کو مفید مشورے دیے، ان کی رہنمائی کی اور انگریزوں کی ملک دشمنی اور قوم دشمن پالیسیوں کو بے نقاب کیا، نتیجے کے طور پر اس کے ایڈیٹر کو جیل کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں، اخبار کے شمارے ضبط ہوئے، مقدمہ چلا اور جرمانہ بھی ادا کرنا پڑا۔

''امارت'' کی سالانہ قیمت ڈیڑھ روپے اور ششماہی بارہ آنہ اور ایک پرچہ کی قیمت ایک آنہ تھی، اور صفحات ۱۲ سے ۱۶ تک ہوا کرتے تھے، جلد نمبر ۲ کا پہلا دوسرا اور تیسرا شمارہ مشترکہ تھا اور اس کی تاریخ اشاعت ۵/۲۰ر محرم اور ۵ر صفر ۱۳۴۴ھ (یوم دوشنبہ، سہ شنبہ اور چہار شنبہ) تھی اور اس میں ۱۶ر صفحات تھے، اس کے پہلے صفحہ یعنی سرورق پر شان حسین ؓ کے عنوان سے خواجہ اجمیریؒ کے دو اشعار اور حضرت امام حسینؓ سے متعلق سید عثمان علی خاں بہادر شہریار، ڈاکٹر اقبال اور درد کاکوروی کی نظمیں ملتی ہیں، دوسرے صفحہ پر اداریہ کے کالم میں السنۃ الثانیہ کے عنوان سے عربی میں ''سنگھی ہندوؤں کے دور جدید کا آغاز'' کے عنوان سے اردو میں اداریہ ہے، برکات امارت شرعیہ کے عنوان سے صفحہ ۳ سے ۱۰ تک امارت شرعیہ کی تبلیغی، اصلاحی اور تنظیمی سرگرمیوں کا ذکر کیا گیا ہے، صفحہ ۱۱ر پر حکمت وموعظت کے عنوان سے دینی اور اسلامی باتوں کے علاوہ کچھ اسلامی مسائل بھی دیئے گئے ہیں، مثلاً اونگھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا وغیرہ، صفحہ ۱۲ر کا عنوان ہے ''شؤون اسلامیہ'' اس کے تحت اسلامی ممالک سے متعلق خبریں ملتی ہیں، صفحہ ۱۴ر کا عنوان ہے ''دنیائے سیاست'' اور ''عالم اخبار'' اس عنوان کے تحت صفحہ ۱۴ر اور ۱۵ر پر مختلف طرح کی خبریں دی گئی ہیں، مثلاً چین کی بیداری، زرد اقوام اور قومیت کا احساس، ایک آدمی کے پیٹ میں ہاتھی، اسمبلی کے جدید صدر کا انتخاب، عورت مرد ہو گئی وغیرہ، سولہویں اور آخری صفحہ پر زیادہ تر اشتہارات ہیں اور ایک کنارے پر یہ تحریر ہے کہ سید محمد عثمان غنی پرنٹر پبلشر نے دفتر جریدہ ''امارت'' پھلواری شریف پٹنہ سے شائع کیا اور برقی پریس پٹنہ میں چھپوایا۔

''امارت'' کے شمارے دیکھنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس میں سید فضل حق آزاد عظیم آبادی اور مولانا محمد علی جوہر جیسی شخصیتوں کی نگارشات بھی شامل ہوا کرتی تھیں اور اس میں اخبارات، رسائل وکتب پر تبصرے شائع ہوا کرتے تھے، امارت کے ایک اداریہ ''حکومت اور مسلمان، نزلہ بر عضو ضعیف ریزد'' مطبوعہ ۵ر ذیقعدہ، ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۸ر مئی ۱۹۲۶ء پر انگریزی حکومت نے بغاوت کا مقدمہ چلایا اور حکومت نے یہ شمارہ ضبط بھی کر لیا تھا، اس مقدمہ میں عدالت نے امارت کے ایڈیٹر مولانا عثمان غنی کو ایک سال قید محض اور پانچ سو روپے جرمانہ کی سزا سنائی تھی اور آپ کو قید کر لیا گیا تھا، اس کے خلاف عدالت میں اپیل کی گئی چنانچہ آپ کو گیارہویں دن جیل سے رہا کر دیا گیا، ہائی کورٹ نے سزائے قید ختم کر دی؛ لیکن جرم بحال رکھتے ہوئے پانچ سو روپے جرمانہ برقرار رکھا جسے ادا کر دیا گیا، مولانا کو سزا دیئے جانے کی خبر مولانا محمد علی جوہر کے اخبار ''ہمدرد'' میں بھی شائع ہوئی تھی، اس کے علاوہ جب اگست ۱۹۲۷ء کو بتیا میں بھیانک فساد برپا ہوا تو اس کے خلاف بھی ۲۰ر صفر ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۹ر اگست ۱۹۲۷ء کے ''امارت'' میں مولانا محمد عثمان غنی نے ایک سخت اداریہ قلمبند کیا جس کی پاداش میں انگریزی حکومت نے امارت کے اس شمارے کو بھی ضبط کر لیا اور مقدمہ چلایا، مولانا عثمان غنی نے امارت کے ایک شمارے میں اس اداریہ کے حاشیہ پر اپنی تحریر میں اس مقدمہ کی تفصیل اس طرح تحریر کی ہے ''اس مضمون پر مدیر ''امارت'' پر حکومت نے زیر دفعہ ۱۵۳ (الف) مقدمہ چلایا تھا اور ایک مسلمان مجسٹریٹ نے چیف سکریٹری کے کہنے اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی رشوت کی لالچ میں ایک سال قید اور ایک ہزار روپے جرمانہ کی سزا دی تھی، اپیل پر ایک انگریز ڈسٹرکٹ جج نے (جو کسی مدعا علیہ کو چھوڑنا نہیں جانتا تھا) مدیر امارت کو رہا کر دیا، اور اس مضمون کو مطابق قانون بتایا اور مجسٹریٹ کو جاہل ناسمجھ قرار دیا''۔

اس طرح ''امارت'' فرنگی حکومت کے ظلم وستم کا برابر شکار ہوتا رہا، انگریزی حکومت نے ۱۳۵۲ھ میں بھی امارت کے ایک اداریہ پر مدیر ''امارت'' سے ایک ہزار روپے کی ضمانت طلب کی تھی جس کی عدم ادائیگی کی صورت میں ''امارت'' بند ہو گیا اور اس کی جگہ پر ۵ر ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۹ر جولائی ۱۹۳۳ء روز سنیچر سے ''نقیب'' جاری ہوا جو پندرہ روزہ تھا، اُس وقت ''نقیب'' کے ایڈیٹر کے مطابق مولوی صفیر الحق ناصری کا نام درج ہوتا تھا؛ لیکن عملاً اس کے ایڈیٹر مولانا عثمان غنی ہی تھے، ملک آزاد ہونے اور نظام حکومت میں تبدیلی آنے کے بعد ۵ر اپریل ۱۹۴۹ء سے نقیب کے ایڈیٹر کی حیثیت سے آپ کا ہی نام شائع ہونے لگا، اور پھر ایک عرصہ تک ''نقیب'' آپ کی ادارت میں ہی شائع ہوتا رہا، آپ کی سبکدوشی کے بعد جناب محمد عثمانی اس کے ایڈیٹر بنائے گئے، ۱۶ر مئی ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳ر محرم الحرام سے نقیب ہفت روزہ ہوا؛ لیکن اگست ۱۹۶۵ء تک میں کوئی شمارہ ہفت روزہ رہا اور کوئی شمارہ پندرہ روزہ رہا، اور اشاعت کا دن سنیچر ہوا کرتا تھا، ۲۲ر صفر ۱۳۸۷ھ مطابق ۳ر جون ۱۹۶۷ء سے پہلے کے شمارے آٹھ صفحات پر بھی شائع ہوئے، ۹ر ستمبر ۱۹۶۷ء سے مسلسل بارہ صفحات پر نقیب شائع ہوتا رہا ہے، اب پھر سے خیر ہے کہ اسے سولہ صفحات پر کیا جا رہا ہے، عرصہ تک ''نقیب'' کی ادارت جناب اصغر امام فلسفی عظیم آبادی اور جناب شاہد رام نگری نے کی۔

اس زمانہ میں موجودہ امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی مدظلہ بھی نقیب کے نوک و پلک درست کرنے کا کام کیا اور ان دنوں بھی اس کے معیار کو ہر جہت سے بلند کرنے کے لئے رہنمائی کرتے رہتے ہیں، یہ جریدہ آج بھی پابندی کے ساتھ پھلواری شریف سے شائع ہو رہا ہے، اس وقت اس کے مدیر ممتاز عالم دین حضرت مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی ہیں جب کہ معاون کی حیثیت سے مولانا رضوان احمد ندوی خدمت انجام دے رہے ہیں، اِس وقت نقیب ظاہری ومعنوی دونوں حیثیت سے ملک کے معیاری جریدوں میں شمار ہوتا ہے، ہر حلقے میں اس کی پذیرائی ہو رہی ہے۔

تعلیم وتحفظ اردو کے لئے امارت شرعیہ کی منصوبہ بندی

انوار الحسن وسطوی

بنیادی دینی تعلیم کے فروغ، معیاری عصری تعلیمی اداروں کے قیام اور اردو زبان کے تحفظ کے لیے امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے حضرت امیر شریعت مفکر اسلام مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی ہدایت پر امارت شرعیہ نے تعلیم کے لیے ایک جامع منصوبہ تیار کیا ہے، اس منصوبے کے تحت امارت کے زیرِ اہتمام یکم تا سات فروری ۲۰۲۱ء پورے بہار میں ''ہفتہ برائے ترغیبِ تعلیم وتحفظِ اردو'' کا انعقاد کیا گیا، ہفتہ کے انعقاد میں امارت کے ذمہ داران حضرات کے ذریعہ ریاست کے ہر ضلع میں ایک مشاورتی اجلاس منعقد کر کے مسلمانوں کو اپنی آبادی میں مکاتب کے قیام، اسکول کھولنے اور اردو کے تحفظ وفروغ کے لیے ہدایتیں دی گئی ہیں، تمام مقامات پر منعقدہ مشاورتی اجلاس کے موقع پر قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی کا مرتبہ ایک کتابچہ ''نظامِ تعلیم کے رہنما اصول'' بھی عوام الناس کے درمیان تقسیم کیا گیا۔ ۲۴ر صفحات پر محیط یہ کتابچہ مسلم بچوں کی تعلیم کے لیے امارت شرعیہ کا ایک ایسا جامع منصوبہ ہے جس پر اگر عمل کیا جائے تو یقیناً ملّت کی تعلیمی پسماندگی دور کی جا سکتی ہے اور اردو زبان کے تحفظ کا کام بھی پُر اثر طور پر انجام دیا جا سکتا ہے۔

دینی تعلیم:۔ دینی تعلیم کے تعلق سے مسلمانوں کی آبادی کے درمیان چھوٹے بچوں کی ابتدائی تعلیم کے لیے خود کفیل مکتب اور اسکول قائم کرنے کا جامع منصوبہ پیش کیا گیا ہے، جس کے ذریعہ شہر ودیہات، بڑی آبادی اور چھوٹی آبادی تمام مقامات پر جہاں مسلمان بستے ہوں وہاں اپنا دینی تعلیمی نظام قائم کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے، اس مقصد کے لیے مسجد کو مرکز بنانے اور مسجد کے امام ومؤذن سے تعلیمی خدمات لینے کا مشورہ بجا ہے، اس ضمن میں یہ مشورہ بھی درست اور مناسب ہے کہ جو بچے عصری اسکولوں میں زیرِ تعلیم ہیں ان کے لیے صبح یا شام کے وقت مکتب کا نظام قائم کیا جائے اور جہاں بچوں کے لیے درجہ اوّل سے درجہ پنجم تک مکتب چلانا ممکن ہو وہاں ابتدا ہی سے بچوں کے لیے درجہ پنجم تک کی تعلیم کا نظم کیا جائے، خود کفیل نظام قائم کرنے کا بہت عمدہ اور سہل طریقہ یہ بتایا گیا ہے کہ جو بچے اپنا داخلہ فیس، ماہانہ تعلیمی فیس اور ششماہی وسالانہ امتحان فیس دینے کی صلاحیت نہیں رکھتے ہیں تو ویسے بچوں کی تعلیم کے لیے ملّت کے صاحب ثروت لوگوں سے ماہانہ یا سالانہ عطیہ حاصل کرنے کی کوشش کی جائے تا کہ غریب گھروں کے بچے بھی زیورِ تعلیم سے آراستہ ہو سکیں، خود کفیل نظام کو مضبوط کرنے کے لیے ''مٹھیا اسکیم'' کا رواج قائم کرنے کی صلاح بھی آسان اور قابل عمل ہے، اس سلسلہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہر گھر میں جب بھی کھانا بنانے کے لیے غلّہ نکالا جائے تو اس میں سے ایک مٹھی کسی خاص برتن میں روزانہ جمع کیا جائے، اس طرح مہینے بھر میں جو غلّہ جمع ہوگا اسے دینی مکاتب میں دے دیا جائے یا اسے فروخت کر کے اس پیسے کو تعلیمی منصوبے پر خرچ کیا جائے، دینی مکاتب کے تعلیمی نظام کو مضبوط اور مستحکم بنانے کے لیے ''فصلی اسکیم'' کی تجویز بھی بہت کارگر اور مناسب ہے۔ اس کے لیے بڑے کاشتکاروں اور زمینداروں سے عُشر کے علاوہ بھی کچھ غلّہ حاصل کر کے جمع کیے جانے اور اسے فروخت کر کے تعلیمی نظام کو مضبوط بنانے کا مشورہ دیا گیا ہے۔ فنڈ کو مضبوط کرنے کے لیے خصوصی عطیات اور ماہانہ عطیات سے بھی مدد لیے جانے کی بھی تجویز پیش کی گئی ہے، اس کے لیے ایک بہتر صورت یہ بتائی گئی ہے کہ کوئی اہل خیر ذاتی طور پر یا چند اصحابِ ثروت مل کر مکتب کے استاد کی تنخواہ اپنے ذمہ لے لیں تو مکتب کے نظام پر قابو پایا جا سکتا ہے، تعلیمی نظام کو عمدگی کے ساتھ چلانے کے لیے گاؤں، بلاک اور ضلع سطح کی تعلیمی مشاورتی کمیٹی قائم کرنے کا مشورہ بھی بہت صحیح ہے، اس سے تعلیمی نظام کو بہتر بنانے میں یقیناً مدد ملے گی۔

عصری علوم:۔ عصری علوم کی اہمیت اور افادیت کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے فروغ کے لیے ہر علاقہ میں اہل علم ودانش حضرات کو آگے بڑھنے اور بچے بچیوں کے لیے باصلاحیت اساتذہ کی مدد سے معیاری اسکول اور معیاری کوچنگ سنٹر قائم کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے، اس کا فائدہ یہ بتایا گیا ہے کہ مسلم بچے بچیوں کو جہاں عصری تعلیم کے میدان میں کامیابی ملے گی وہیں اس کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ اسلامی ماحول میں اچھے اخلاق وتربیت سے ہمارے بچے آراستہ ہوں گے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ مسلم لڑکے اور لڑکیوں کی بے دینی اور کبھی کبھی ارتداد کی جو شکایات ملتی ہیں ان سے بھی نجات ملے گی، اسکول قائم کرنے کے لیے زمین کے حصول کا طریقہ یہ بتایا گیا ہے کہ جن لوگوں کے پاس زمینیں ہیں اور انھیں اللہ نے مال بھی دیا ہے اور وہ سرمایہ کاری کرنا چاہتے ہیں تو تعلیم کے شعبۂ میں خدمت کے جذبے کے ساتھ سرمایہ کاری ان کے لیے بہترین متبادل ہے، اس مقصد کے لیے ٹرسٹ اور سوسائٹی کا قیام عمل میں لانے کی تجویز بھی دی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف لوگوں کو مختلف صلاحیتیں اور نعمتوں سے نوازا ہے، اگر مختلف جہتوں کے لوگ اکٹھے ہوں اور اجتماعی کوششوں سے مل جل کر تعلیمی ادارہ قائم کرنا چاہیں تو آسانی کے ساتھ معیاری اسکول قائم کر سکتے ہیں، کتابچہ میں ٹرسٹ اور سوسائٹی کے رجسٹریشن کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے جسے پڑھ کر ضابطہ کی مکمل جانکاری حاصل کی جا سکتی ہے (امارت شرعیہ کے دفتر سے یہ کتابچہ مُفت حاصل کیا جا سکتا ہے) وقف کی خالی زمینوں کو لیز پر حاصل کر کے اسکول قائم کرنے کا مشورہ بھی دیا گیا ہے جو بہت مناسب اور قابل عمل ہے، کتابچہ میں سرکاری اسکولوں کے قیام کے تعلق سے بھی واضح مشورے دیے گئے ہیں اور یہ بتایا گیا ہے کہ جن علاقوں میں سرکاری پرائمری، مڈل اور ہائی اسکولوں کے قیام کی شرائط موجود ہیں اور وہاں اسکول قائم نہیں ہے تو وہاں کے مقامی ایم۔ ایل۔ اے، ایم۔ پی اور سرکاری افسران سے مل کر اسکول کھولنے کی تحریک چلائی جائے، ساتھ ہی ساتھ اسکولوں/مدرسوں میں زیرِ تعلیم بچے بچیوں کے تعلیمی انقطاع (Drop out) پر بھی قابو پایا جائے تا کہ ملّت کے بچے بچیاں اپنی تعلیم مکمل کر سکیں، حضرت امیر شریعت نے ہر ضلع میں امارت پبلک اسکول کے نام سے سی بی ایس ای طرز کا معیاری اسکول قائم کرنے کا منصوبہ بھی بنایا ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ر پر)

سید محمد عادل فریدی

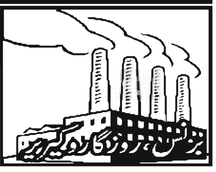

ثالثی ومفاہمت (ترمیمی) بل 2021 منظور

ملک میں بدعنوانی اور فرضی واڑے سے ہونے والی ثالثی اور صلح کے فیصلوں پر لگام لگانے کے مقصد سے لوک سبھا نے جمعہ کو ثالثی ومفاہمت (ترمیمی) بل ۲۰۲۱ء کو صوتی ووٹ سے منظور کردیا، گزشتہ ۴رنومبر ۲۰۲۰ء کو صدر کی طرف سے جاری ثالثی ومفاہمت (ترمیمی) آرڈی ننس ۲۰۲۰ء کی جگہ پر یہ بل ۴رفروری کو لوک سبھا میں پیش کیا گیا تھا۔ ایوان میں تقریباً دو گھنٹے تک چلے بحث کا جواب دیتے ہوئے قانون اور انصاف کے وزیر روی شنکر پرساد نے کہا کہ حکومت ہندستان اور دنیا کے چھوٹے ممالک کو تفریق والی بین الاقوامی کاروباری اور سرمایہ کاری سے متعلق پالیسیوں اور انصاف عمل سے بچانے کے لئے پرعزم ہے اور اس کے لئے ملک کو ایماندار اور شفاف ثالثی اور مفاہمت نظام کا ہب بنانے کے لئے عہد بند ہے۔ ایوان میں بحث میں کئی اراکین نے آرڈی ننس کے ارادوں پر شبہ ظاہر کرتے ہوئے سوال اٹھائے تھے، مسٹر پرساد نے کہا کہ دنیا میں کئی مقامات پر ایسے معاملے سامنے آئے ہیں، جن میں سرمایہ کار چھوٹے ممالک میں سرمایہ کاری کے معاملات میں بدنیتی سے بدعنوانی کے دم پر ثالثی کرانے والوں سے من مانے فیصلے کرا لیتے ہیں اور حکومتوں سے من مانے طریقہ سے ہرجانہ مانگتے ہیں، اسی کو روکنے کے لئے یہ آرڈی ننس لایا گیا تھا، انہوں نے یہ بھی کہا کہ دنیا میں کئی ممالک دوطرفہ سرمایہ کاری معاہدہ کے التزامات سے دکھی ہیں جن میں روس اور جنوبی افریقہ بھی شامل ہیں۔ (یو این آئی)

چین کو ہندوستان نے کوئی زمین نہیں دی: وزارت دفاع کا دعویٰ

وزارت دفاع نے مشرقی لداخ میں چین کے ساتھ فوجیوں کے پیچھے ہٹنے کے معاہدے پر راہل گاندھی کی جانب سے اٹھائے گئے سوالات پر صورتحال واضح کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہندوستان نے اس معاہدے میں چین کو کوئی زمین نہیں دی ہے اور ابھی کچھ زیر التواء مسائل ہیں جن کا حل ہونا باقی ہے، قابل ذکر ہے کہ پارلیمنٹ میں وزیر دفاع راجناتھ سنگھ کی جانب سے مشرقی لداخ کی صورتحال پر بیان دیے جانے کے بعد مسٹر گاندھی نے ایک پریس کانفرنس میں اس معاہدے کے حوالے سے پانچ سوال اٹھائے اور الزام عائد کیا کہ مودی حکومت نے اپنی زمین دے دی ہے۔ وزارت دفاع نے مسٹر گاندھی کی جانب سے اٹھائے گئے سوالوں کا سلسلہ وار جواب دیتے ہوئے کہا کہ اس معاہدے کے تحت ہندوستان نے کوئی زمین نہیں دی ہے، اس کے برعکس اس نے ایل اے سی پر نگرانی بڑھا دی ہے۔ (یو این آئی)

اب گردے کی پیوند کاری ہوگی آسان

مرکزی حکومت نے گردے کی پیوندکاری کے بارے میں منظوری سے متعلق ضابطوں کو آسان بنانے کی یقین دہانی کرائی ہے۔ لوک سبھا میں جمعہ کو وقفہ سوال کے دوران بی جے پی کے رکن پارلیمان ادوئے پرتاپ سنگھ کے سوال کے جواب میں وزیر صحت وخاندانی بہبود ڈاکٹر ہرش وردھن نے کہا کہ خونی رشتہ کے علاوہ اگر کوئی شخص بیمار آدمی کو جذباتی طور پر گردہ عطیہ کرنا چاہتا ہے، تو اس کو مناسب دستاویزات کے ساتھ درخواست دینی ہوگی، اس کی منظوری کے لئے اسپتال اور ریاستی سطح پر ماہرین کی کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ۲۰۱۱ء میں گردے کے عطیہ دینے کے عمل سے متعلق قواعد میں ترمیم ہوئی تھی جسے ۲۰۱۴ء میں عمل میں لایا گیا تھا، حکومت کا زور ایسے معاملات میں ضابطے کو آسان بنانے پر ہے تاکہ علاج میں تاخیر نہ ہو۔ وقفہ سوال کے دوران، مسٹر ادوے پرتاپ کے علاوہ، کانگریس کے رکن پارلیمنٹ ادھیر رنجن چودھری سمیت متعدد ممبران نے اس خدشے کا اظہار کیا تھا کہ گردے کی پیوندکاری میں ڈونر کیسوں میں رسمی معاملات اتنے پیچیدہ ہیں کہ اس سے وقت پر بیمار کا علاج نہیں ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے کئی بار مریض کی موت تک ہوجاتی ہے، لوک سبھا اسپیکر اوم برلا نے کہا کہ ممبران پارلیمنٹ کے ذریعہ ظاہر کیے گئے اندیشوں کے پیش نظر وزیر صحت کو چاہئے کہ ریاستی حکومتوں کو ہدایت دیں کہ گردے کی پیوندکاری کو منظوری دینے کے ضابطے میں آسانی پیدا کریں اور ارکان پارلیمنٹ سے مشورہ بھی کرلیا جائے۔ (یو این آئی)

غربت کے باوجود زرین یوسف شیخ نے سی اے امتحان میں ملک بھر میں کیا ٹاپ

سی اے کے انٹرمیڈیٹ امتحان میں ۴۶۱ر نمبرات حاصل کرکے ممبرا کے انتہائی غریب گھرانے کی اردو میڈیم طالبہ زرین یوسف شیخ نے پورے ملک میں ٹاپ کیا ہے۔ زرین کی ابتدائی تعلیم پٹیل اردو ہائی اسکول سے ہوئی ہے۔ ممبرا اسٹیشن کے سامنے رضوی باغ کے ایک چھوٹے سے بوسیدہ مکان میں رہنے والی اس طالبہ نے اپنی کامیابی سے نہ سے صرف ملک کی بیٹیوں کا سر فخر سے اونچا کیا ہے، بلکہ اس نے مسلم اکثریتی شہر ممبرا اور قوم کا نام بھی روشن کردکھایا۔ ادارہ نقیب زرین یوسف شیخ کو اس شاندار کامیابی پر مبارک باد دیتا ہے اور ان کے بہتر مستقبل کے لیے نیک خواہشات کا اظہار کرتا ہے۔ (ایجنسی)

بنگال میں مدرسہ اساتذہ کا معاملہ حکومت کے لئے بن سکتا ہے دردسر

مغربی بنگال میں الیکشن سے پہلے حکومت نے کئی سرکاری اسکیموں ومنصوبوں کا اعلان کیا ہے، لیکن ان میں کئی ایسے اعلانات ہیں، جو حکومت کے لئے سردرد بن سکتے ہیں، خاص کر فنڈ کے بغیر مدارس کو منظوری دینے کا معاملہ، لیفٹ و کانگریس نے مدرسہ اساتذہ کے معاملہ میں حکومت کو گھیرنے کا فیصلہ کیا ہے، بنگال میں برسراقتدار آنے کے بعد وزیراعلیٰ ممتا بنرجی نے ریاست کے دس ہزار مدارس کو منظوری دینے کا اعلان کیا تھا، لیکن وزیراعلیٰ ممتا بنرجی کے دس سالہ دور اقتدار میں صرف ۲۳۵ر مدارس کو ہی منظوری ملی ہے، تاہم حیران کن بات یہ ہے کہ منظوری پانے والے مدارس کو سرکاری فنڈ حاصل نہیں ہوگا، سرکاری فنڈ ومراعات کے بغیر منظوری پانے والے مدارس کے اساتذہ نے حکومت کے فیصلے کو افسوسناک بتاتے ہوئے تنخواہ کے مطالبے پر دھرنا شروع کیا ہے۔ مدرسہ اساتذہ کے دھرنے کو لیفٹ و کانگریس لیڈران نے حمایت دینے کا اعلان کیا ہے، سی پی ایم لیڈر و سابق ایم پی محمد سلیم نے ممتا حکومت پر اقلیتوں کو دھوکہ دینے کا الزام لگاتے ہوئے کہا کہ دھرنے پر بیٹھے مدرسہ اساتذہ کا حال بھی وہی ہے، جو کسانوں کا ہے، ممتا حکومت انہیں ہراساں کررہی ہے۔

چین میں بی بی سی ورلڈ نیوز کی نشریات پر پابندی

چین کی حکومت نے ملک میں بی بی سی ورلڈ نیوز کے ٹیلی ویژن اور ریڈیو نشریات پر پابندی عائد کردی ہے، بی بی سی نے بتایا کہ اس پابندی کی وجہ چین میں کورونا وائرس کی وبا اور اقلیتی ایغور مسلمانوں کے استحصال سے متعلق رپورٹنگ کرنا ہے، بی بی سی نے کہا کہ چین کی حکومت کے اس فیصلے سے وہ مایوس ہیں۔ (ایجنسی)

سعودی عرب میں خواتین کے حقوق کی کارکن لجین الھذلول جیل سے رہا

سعودی عرب نے خواتین کے حقوق کی سرگرم کارکن لوجین الھذلول کو جیل سے رہا کردیا، محترمہ لجین الھذلول کے اہل خانہ نے ایک بیان میں یہ اطلاع دی۔ ملک میں خواتین کو گاڑی چلانے کی اجازت دینے کی مہم میں ۳۱ر سالہ لجین ھذلول نے اہم رول ادا کیا تھا۔ (یو این آئی)

سوڈان میں مہنگائی کے خلاف مظاہرے، لوٹ اور فسادات

سوڈان کے مشرقی دارفور اور مغربی کورڈوفان صوبوں میں غذائی اشیا کی بڑھتی قیمتوں کے خلاف طلبہ کے مظاہرے لوٹ مار اور فسادات میں تبدیل ہوگئے۔ خبررساں ایجنسی ''سنا'' کے مطابق صوبوں کے انتظامی مراکز میں پرامن طریقے سے مظاہرے شروع ہوئے، پھر دیگر افراد اس میں شامل ہوگئے جس کے نتیجے میں شوروم اور دکانوں میں لوٹ مار اور توڑ پھوڑ ہوئی، خیال رہے کہ سوڈان میں غذائی اشیا کی قیمتوں میں نمایاں اضافہ، بڑھتی مہنگائی اور قومی کرنسی کی قدر میں کمی کی وجہ سے متعدد صوبوں اور شہروں میں کئی روز سے احتجاج جاری ہے۔ (یو این آئی)

اسرائیل کی جیل میں قید حماس رہنما سات سال بعد رہا

کل جمعرات کو اسرائیلی حکام نے اسلامی تحریک مزاحمت 'حماس' کے ایک سرکردہ رہنما کو سات سال قید کے بعد جیل سے رہا کردیا ہے، مرکز اطلاعات فلسطین کے مطابق حماس رہنما شکری الخواجا کا تعلق غرب اردن کے وسطی شہر رام اللہ کے نواحی علاقے نعلین سے ہے، انہیں ۷ر سال قبل گرفتار کرکے جیل میں ڈالا گیا تھا، مقامی ذرائع نے بتایا کہ الخواجا کو اسرائیل کی عوفر جیل سے رہا کیا گیا، جیل کے باہر ان کے قریبی عزیزوں اور دیگر شہریوں کی بڑی تعداد ان کے استقبال کے لیے جمع تھی اور انہیں ایک قافلے کی شکل میں ان کے گھر تک لایا گیا، حماس رہنما شکری الخواجا کو اسرائیلی فوج نے ۱۰ر فروری ۲۰۱۴ء کو گرفتار کیا گیا تھا، گرفتاری کے بعد انہیں مسلسل دو سال تک قید تنہائی میں رکھا گیا، ۱۲ر دسمبر ۲۰۱۶ء کو انہیں اسرائیل کی ایک فوجی عدالت نے سات سال قید اور ایک لاکھ شیکل جرمانہ کی سزا سنائی تھی، اسرائیلی فوج نے ان پر غرب اردن میں ایک عسکری سیل تشکیل دینے کا الزام عاید کیا تھا اور اسی الزام میں انہیں قید اور جرمانے کی سزا سنائی گئی تھی، اس سزا سے قبل وہ ۱۶ر سال مختلف صہیونی زندانوں میں قید رہ چکے ہیں، شکری محمود الخواجا ۲۹ر اگست ۱۹۶۹ء کو شمالی رام اللہ کے علاقے نعلین میں پیدا ہوئے، وہ بچپن ہی سے انتہائی ذہین اور متحرک تھے۔ (بحوالہ بصیرت نیوز بیورو)

یورپی یونین: معیشت کی بحالی کے لیے اربوں ڈالر کے پیکج کا اعلان

یورپی یونین کے ارکان پارلیمان نے ۱۰ر فروری کو معیشت کی بحالی کے لیے ۸۱۵ر ارب ڈالر کے ایک فنڈ کو منظور کر لیا تاکہ کورونا وائرس کی عالمی وبا سے متاثرہ رکن ممالک اپنی معیشتوں کو جلد از جلد پٹری پر دوبارہ لاسکیں، اس پیکج کا نام ''دی ریکوری اینڈ ریزیلینس فیسلٹی'' (آر آر ایف) ہے جس کی حمایت میں ۵۸۲ر ارکان نے ووٹ دیا جبکہ ۴۰ر نے اس کی مخالفت کی جبکہ ۶۹ر ارکان نے ووٹنگ میں حصہ نہیں لیا اور واک آؤٹ کیا، رقم تین برس تک کے لیے دستیاب ہوگی، اس پیکج کی منظوری کے حوالے سے ایک بیان میں کہا گیا ہے کہ یہ فنڈ ''وبائی امراض کے معیشت اور معاشرے پر مرتب ہونے والے مضمرات اور اثرات کو دور کرنے کے لیے قومی سطح پر اقدامات کی مالی اعانت کے لیے دستیاب ہوں گے۔ (بصیرت آن لائن)

امریکی پابندیوں کے باوجود ترکی روس سے میزائل خریدے گا

ترکی نے امریکی دباؤ اور پابندیوں کے باوجود روس سے میزائل خریداری کا معاہدہ جاری رکھنے کا اعلان کیا ہے۔ صدر طیب اردغان کے ترجمان ابراہیم قالن کا کہنا ہے کہ ترکی روس کے ساتھ ایس ۴۰۰ر دفاعی نظام کے حصول کا معاہدہ برقرار رکھے گا اور اپنے نیٹو اتحادی ملک امریکہ سے یہ معاملہ گفت وشنید سے حل کرنے کی کوشش جاری رکھی جائے گی۔ واضح رہے کہ امریکہ نے روس سے ایس ۴۰۰ر میزائل خریدنے پر گزشتہ برس دسمبر میں ترکی پر پابندیاں عائد کردی تھیں، جس پر ترکی کی جانب سے شدید ردعمل ظاہر کیا گیا تھا، اس حوالے سے منگل کو ترکی کے وزیر دفاع نے کہا کہ تھا کہ ترکی جزوی طور پر ایس ۴۰۰ر دفاعی سسٹم کو فعال کررہا ہے، جبکہ اس حوالے سے امریکہ کے ساتھ مذاکرات بھی جاری ہیں۔ (نیوز ایکسپریس پی کے)

سعودیہ میں بدعنوانی کے معاملہ میں ۴۸ر اعلیٰ افسران کے خلاف کارروائی

سعودی عرب میں ۴۸ر اعلیٰ سرکاری حکام کے خلاف بدعنوانی سمیت کئی معاملوں میں کارروائی کی گئی ہے، مملکت کے محکمہ انسداد بدعنوانی النزاہہ کا کہنا ہے کہ جن ۴۸ر حکام کے خلاف کارروائی کی گئی ہے ان کا تعلق دفاع، داخلہ، انصاف، بلدیات، دیہی امور، ہاؤسنگ، تعلیم، ماحولیات، آب پاشی اور دیگر وزارتوں اور محکموں سے ہے۔ ان میں سے بعض حکام کا تعلق پریزیڈینسی برائے ریاستی سلامتی، سعودی فوڈ، ڈرگ اتھارٹی اور جنرل اتھارٹی آف میٹرلوجی اور ماحولیاتی تحفظ سے بھی بتایا گیا ہے۔ ان حکام پر رشوت ستانی، اختیارات کا غلط استعمال اور جعل سازی کے الزامات ہیں، اس کے علاوہ ۷ر دیگر مقامی وغیر ملکی شہریوں کو بھی بدعنوانی کے الزامات میں گرفتار کیا گیا ہے، یہ گرفتاریاں بدعنوانی میں ملوث ۴۱۱ر افراد سے تفتیش کے درمیان حاصل شدہ معلومات کی بنیاد پر کی گئی ہیں۔ واضح رہے کہ سعودی عرب میں بدعنوانی اور ذاتی مفاد کے لیے مفاد عامہ کو نقصان پہنچانے کے الزامات کے خلاف بڑے پیمانے پر کارروائی جاری ہے، جس میں درجنوں سرکاری حکام اور شہریوں کے خلاف کارروائی کی جاچکی ہے۔ (نیوز ایکسپریس پی کے)

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

امارت شرعیہ سے تصدیق نامہ لینے والے اہل مدارس کے لئے ضروری اعلان

قائم مقام ناظم امارت شرعیہ جناب مولانا شبلی القاسمی نے ایک پریس ریلیز میں کہا ہے کہ جن مدارس کے اساتذہ وذمہ داران مالی فراہمی کے لئے امارت شرعیہ کا تصدیق نامہ حاصل کرنے کے خواہشمند ہوں خواہ پہلی مرتبہ تصدیق نامہ لینے آرہے ہوں یا پہلے سے تصدیق نامہ حاصل کررہے ہوں، ان کے لئے ضروری ہے کہ اگر وہ ضلع مغربی چمپارن، مشرقی چمپارن، سیتامڑھی، مظفرپور، مدھوبنی، دربھنگہ، سہرسہ، سوپول اور مدھے پورہ سے تعلق رکھتے ہوں تو وہاں چونکہ امارت شرعیہ کی تنظیم کے لئے ضلع اور بلاک کی سطح پر صدر وسکریٹری کا انتخاب ہوچکا ہے، اس لئے اپنے بلاک کے سکریٹری/صدر تنظیم امارت شرعیہ سے مدرسہ کی تفصیلات کی تصدیق کرالیں، مذکورہ اضلاع کے علاوہ دیگر اضلاع کے اہل مدارس اپنے مقامی قاضی شریعت سے تصدیق کرائیں۔ اس کے علاوہ پہلی بار تصدیق نامہ حاصل کرنے والے اہل مدارس مدرسہ کے دوسالہ آمد وخرچ کا مصدقہ گوشوارہ یا آڈٹ رپورٹ کی فوٹو کاپی، مدرسہ جس زمین پر قائم ہے اس کا رقبہ اور زمین کی رجسٹری یا وقف نامہ کی کاپی، اگر رجسٹرڈ مدرسہ ہے تو رجسٹریشن نمبر، طلبہ وطالبات کی درجہ وار مجموعی تعداد، دارالاقامہ میں مقیم امدادی وغیر امدادی طلبہ کی تعداد، اگر امارت شرعیہ یا اکابر علماء کرام کی جانب سے معائنہ ہوا ہو تو اس تحریر کی فوٹو کاپی ضرور منسلک کریں، ساتھ ہی جس جگہ مدرسہ واقع ہے وہاں کے کم از کم دو معزز اشخاص کے ٹیلی فون نمبرات ضرور درج کریں، ان مذکورہ تفصیلات کے ساتھ اپنی درخواست ناظم امارت شرعیہ کے نام لکھ کر کسی نائب ناظم صاحب سے جو دفتر میں موجود ہوں اپنے کاغذات کی جانچ کرائیں پھر آگے کی کارروائی کے لئے ان کی اجازت سے انچارج دفتر نظامت کے پاس درخواست جمع کریں، اگر مزید تحقیق کی ضرورت محسوس کی گئی تو تحقیق کی جائے گی، اس کے بعد ہی تصدیق نامہ جاری ہوگا۔ جو اہل مدارس پہلے بھی امارت شرعیہ کا تصدیق نامہ لے چکے ہیں، وہ تجدید کے لئے اپنے گذشتہ تصدیق نامہ کی اصل کاپی بھی جمع کریں، تصدیق نامہ حاصل کرنے کی آخری تاریخ ۱۰رشعبان ۱۴۴۲ھ ہے، اس کے بعد تصدیق نامہ کی غرض سے تشریف لانے کی زحمت نہ کریں۔

خانقاہ رحمانی مونگیر میں ترغیب تعلیم وتحفظ اردو کا کامیاب اجلاس اختتام پذیر

ایک زندہ اور باشعور قوم اپنے وسائل اور اپنی صلاحیتوں سے روشن مستقبل کی تعمیر کرتی ہے، وہ مشکل ترین حالات میں بھی اپنی ہوشمندی اور ہنرمندی سے باعزت زندگی کی راہ پیدا کرلیتی ہے، اسلام ایک زندہ مذہب ہے، اس لئے اس کے پیروکار کو بھی زندہ اور توانا ہونا چاہئے، اور حالات سے گھبرانے کے بجائے اپنی اقدامی صلاحیتوں کو کام میں لانا چاہئے، اس وقت ملک کے حالات کی جو تصویر ہمارے سامنے ہے بلاشبہ وہ مشکل بھی ہے اور تشویشناک بھی، لیکن ان حالات میں ہم کس طرح ترقی کی راہ پر گامزن رہ سکتے ہیں، اور اپنے مستقبل کو روشن وتابناک بنا سکتے ہیں، اس کی کامیاب تدبیر وقت کے عظیم مفکر اور بابصیرت امیر شریعت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی مدظلہ نے بتائی ہے، اس تدبیر کو عمل میں لاکر ہم اپنے دین وایمان کی حفاظت بھی کرسکتے ہیں اور مضبوط قدم کے ساتھ ترقی کی راہ میں آگے بھی بڑھ سکتے ہیں، حضرت والا کی ہدایت پر امارت شرعیہ کی طرف سے جاری ترغیب تعلیم وتحفظ اردو کی تحریک اسی تدبیر کی ایک تصویر ہے، ضرورت ہے کہ جس طرح ایک مشکل وقت میں حضرت نانوتویؒ نے انار کے درخت کے نیچے دینی تعلیم کا آغاز کیا اور سرسیدؒ نے علی گڑھ کی سرزمین پر معیاری عصری تعلیم کا چراغ جلایا، آج کے بدلتے حالات میں فکر قاسم اور فکر سرسید کے امین حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی مدظلہ کی رہنمائی میں جاری تحریک کو عملی طور پر ایک ایک گھر تک پہونچائیں اور مضبوطی وتسلسل کے ساتھ اس سمت میں کام کریں، یقیناً مانئے کہ آنے والا دن سربلندی وسرخروئی کا دن ہوگا، رحمانی 30 کم مدت میں تعلیمی انقلاب کی راہ میں بڑھتے قدم کی روشن مثال ہے، یہ باتیں امارت شرعیہ کے نائب ناظم مفتی محمد سہراب ندوی قاسمی صاحب نے خانقاہ رحمانی مونگیر کے تاریخی کتب خانہ رحمانیہ میں کے تحت منعقد علماء، ائمہ، دانشوران اور خواص کے ایک بڑے اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے کہیں، انہوں نے اس موقع پر اس تحریک کے پس منظر اور آنے والے دنوں میں اس کے روشن نتائج، نیز بنیادی دینی تعلیم، معیاری عصری تعلیم اور تحفظ اردو کے سلسلہ میں طریقہ کار بھی جامع گفتگو کی، اس اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے جامعہ رحمانی کے استاد حدیث مولانا جمیل احمد مظاہری صاحب نے اسلام میں حصول تعلیم کی اہمیت، موجودہ وقت میں نئی نسل کے ایمان وعقائد کی حفاظت کے لئے اس کی ضرورت پر روشنی ڈالی اور کہا کہ اردو زبان کی حفاظت صرف بولنے سے نہیں بلکہ اس کو برتنے سے ہوگی۔ جامعہ رحمانی کے استاد مولانا رضاء الرحمٰن رحمانی نے کہا کہ میں نے یہودیوں کی تاریخ پڑھی ہے آج بھی وہ اپنے بچوں کو سب سے پہلے عبرانی زبان سکھاتے ہیں پھر دوسری زبان پڑھاتے ہیں، ہمیں بھی اردو کی حفاظت کے لئے بچوں کے تعلیمی نظام میں اردو کو اولیت دینی چاہئے۔ جناب مولانا مشیر الدین رحمانی صاحب مونگیر نے کہا کہ حضرت امیر شریعت کی سرپرستی میں امارت شرعیہ کی یہ تحریک وقت کی اہم ضرورت ہے، یہ عملی طور پر جس قدر مضبوط ہوگی ملت کو اتنا ہی فائدہ پہونچے گا۔ اجلاس میں اظہار خیال کرتے ہوئے پروفیسر شبیر حسن صاحب نے حضرت امیر شریعت کے اس اقدام کو ایک انقلابی قدم قرار دیتے ہوئے کہا کہ ضلعی سطح پر مسلمان بچوں کی دینی تعلیم کی راہ میں جو دشواریاں ہیں ہم سب اس تحریک کا حصہ بن کر ان دشواریوں کو دور کرنے اور مکتب کے نظام کو موثر بنانے کی کوشش کریں گے۔ افتتاحی گفتگو کرتے ہوئے قاضی شریعت مونگیر جناب مولانا رضی احمد ندوی صاحب نے اجلاس کے اغراض ومقاصد پر موثر انداز میں روشنی ڈالی، انہوں نے کہا کہ امارت شرعیہ اور خانقاہ رحمانی نے ہر نازک موقع پر ملت کی مضبوط رہنمائی کی ہے، آج کا یہ اجلاس بھی اس رہنمائی کی شاندار مثال ہے۔ جامعہ رحمانی کے نائب ناظم الحاج مولانا عارف رحمانی صاحب نے ضلع مونگیر میں اس تحریک کو مضبوط رکھنے کے لئے کمیٹی کے تشکیل کی تحریک پیش کی، ضلع مونگیر کے لئے بلاک سطح پر کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے ذمہ یہ کام سپرد کیا گیا کہ وہ اپنے بلاک کے تعلیمی حالات کا جائزہ لے کر ایک مہینہ کے اندر اپنی رپورٹ دیں اور اس تحریک کو پائیدار بنانے کی کوشش کریں تا کہ آنے والے زمانہ میں اس تحریک سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو جوڑا جاسکتے اور اردو زبان کی حفاظت کے لئے مضبوط عملی اقدام کیا جاسکے۔ اجلاس کا آغاز قاری نظام الدین صاحب کی تلاوت سے ہوا، عزیزی انور نیازی نے نعت پاک پیش کی، اور جناب مولانا عبدالدیان رحمانی ناظم تعلیمات جامعہ رحمانی نے اجلاس کی کامیاب نظامت کی، اجلاس میں ضلع کے نمائندگان کے علاوہ جامعہ کے اساتذہ بھی شریک رہے۔

ہزاری باغ ورام گڑھ میں ۱۷رتا ۲۶رفروری وفد امارت شرعیہ کا دعوتی دورہ

امارت شرعیہ کا ایک مؤقر دعوتی وفد جناب مولانا قمر انیس قاسمی صاحب معاون ناظم امارت شرعیہ کی قیادت میں ۱۷رتا ۲۶رفروری ۲۰۲۱ء ضلع ہزاری باغ ورام گڑھ کے مختلف مواضعات کا دعوتی دورہ کرے گا، اس دورہ میں جناب مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی صاحب معاون قاضی امارت شرعیہ، جناب مولانا عبداللہ انس صاحب معاون قاضی امارت شرعیہ، جناب حافظ محمد شہاب الدین صاحب مبلغ امارت شرعیہ کے علاوہ مقامی قضاۃ وعلماء کرام کی بھی حسب موقع شرکت ہوگی۔ اس دورہ کا مقصد مسلمانوں میں دینی، ملی اور تعلیمی بیداری پیدا کرنا اور موجودہ حالات میں ایک باوقار، باکردار اور باضمیر ملت کی حیثیت سے زندہ رہنے کی دعوت دینا اور اس کے لئے صحیح راہ عمل کی طرف توجہ دلانا، وحدت واجتماعیت جو ملی قوت کا سرچشمہ اور اخلاق ومحبت جو ترقی کا زینہ ہے اس کی اہمیت سے واقف کرانا نیز امارت شرعیہ کے گرانقدر خدمات اور اس کے پیغامات سے روشناس کرانا ہے، دورہ کے پروگرام کا اجمالی خاکہ اس طرح ہے۔

پروگرام دورہ وفد امارت شرعیہ ضلع دمکا، دیوگھر وجامتاڑا

نمبر شمار	تاریخ	ایام	پروگرام دن	پروگرام بعد نماز مغرب	پروگرام بعد نماز عشاء
۱	۱۷رفروری ۲۰۲۱	بدھ	جامع مسجد کرمانیچے محلہ بعد نماز ظہر	جامع مسجد بھدوا	
۲	۱۸رفروری ۲۰۲۱	جمعرات	مدینہ مسجد نئی سرائے رام گڑھ بعد نماز ظہر	جامع مسجد منواں	
۳	۱۹رفروری ۲۰۲۱	جمعہ	چترپور کے مختلف مساجد میں علماء کا خطاب	مدینہ مسجد فنک پورلاری	
۴	۲۰رفروری ۲۰۲۱	سنیچر	جامع مسجد جریو بعد نماز ظہر	مکہ مسجد رحمت نگر	مسجد ابوبکرؓ مائل
۵	۲۱رفروری ۲۰۲۱	اتوار	مسجد المتین کلو چوک ۲ربجے تا ۴ربجے دن		چھوٹی مسجد بادم
۶	۲۲رفروری ۲۰۲۱	سوموار	جامع مسجد کملوار، چوپارن ۱۱ربجے دن	مسجد کوٹلی	جامع مسجد دھنوار، کریات پور
۷	۲۳رفروری ۲۰۲۱	منگل	مسجد بس اسٹینڈ چوپارن ۱۱ربجے دن		جامع مسجد برائیں اسلام پور
۸	۲۴رفروری ۲۰۲۱	بدھ	جامع مسجد جبرا بعد نماز ظہر	جامع مسجد گالہوبار	رشیدی جامع مسجد نوادہ
۹	۲۵رفروری ۲۰۲۱	جمعرات	جامع مسجد ہوٹپا بعد نماز ظہر		جامع مسجد آرہ بھوشائی
۱۰	۲۶رفروری ۲۰۲۱	جمعہ	شہر ہزاری باغ کے مختلف مساجد میں علماء وفد کا خطاب	مسجد تقویٰ کھڑا	دارالقضاء مدرسہ حسینیہ پلاول

نوادہ میں تعلیمی مشاورتی کمیٹی امارت شرعیہ کا قیام

ماہ فروری کے پہلے ہفتہ میں امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کی ہدایت پر امارت شرعیہ بہار اڈیسہ جھارکھنڈ پھلواری شریف پٹنہ کے زیر اہتمام ریاست بہار کے ہر ضلع ہیڈکواٹر میں ترغیب تعلیم وتحفظ اردو مہم کے تحت مشاورتی اجلاس منعقد ہوئے، تمام ہی جگہ کامیاب اجلاس ہوا اور کمیٹی تشکیل دی گئی الحاج قاری شعیب احمد صاحب دارالقرآن مدرسہ عظمتیہ انصارنگر نے نوادہ میں کمیٹی کی تشکیل کے بارے میں تفصیلات سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ کسی تحریک کو کامیاب کرنے کیلئے اطلاعات، رابطہ اور آپسی تعاون کی سخت ضرورت ہے، کسی بھی تحریک کیلئے عملی میدان میں کام کرنے والوں کا آپ کو حلیف ہونا چاہئے، حریف نہیں، اتحاد اتفاق کے ساتھ ہم اس اہم مشن پر کام کرنے کا ارادہ کریں، اخلاص کے ساتھ کام کریں، کمیٹی کے مقاصد کو سمجھنا ہم سب کیلئے ضروری ہے، کمیٹی کے ہر رکن کیلئے ضروری ہے کہ اپنی توانائی کا کچھ حصہ اس کام میں لگائیں، وقت فارغ کریں مرکزی دفتر اور امیر شریعت مدظلہ العالی کی ہدایات پر عمل کرنے کا جذبہ اپنے اندر پیدا کریں، ضلعی کمیٹی کو مرکز سے پہلی ہدایت یہ ہیکہ بلاک سطح پر اور پنچایت سطح پر ضلعی کمیٹی کی طرح ایک کمیٹی تشکیل دیں اور بلاک وپنچایت سطح پر تشکیل دی گئی کمیٹی کے ارکان وذمہ داران کی فہرست ضلع کمیٹی کے ذریعہ مرکزی دفتر کو ۲۵رفروری تک بھیجیں، کمیٹی کا کام یہ ہیکہ ضلع کے جن علاقوں میں بنیادی دینی تعلیم کا کوئی نظم نہیں ہے، اس کی فہرست سازی کی جائے اسی طرح عصری تعلیم اسلامی ماحول میں اور بنیادی دینی تعلیم کے ساتھ فراہم کرانے کے امکانات اور مواقع کی تفصیلات جمع کی جائیں گاؤں ومحلّہ میں موجود مسلم آبادی کا بھی سروے کریں اور سروے کی تفصیل ضلعی کمیٹی کے ذریعہ مرکز میں جمع کریں، جناب قاری شعیب احمد ناظم مدرسہ عظمتیہ انصارنگر کو کمیٹی کا کنوینر بنایا گیا، جبکہ کمیٹی کا سرپرست جناب مولانا اقبال احمد خطیب مدینہ مسجد مرزاپور کو بنایا گیا، جناب قاری مقصود احمد نعمانی امام جامع مسجد انصارنگر، پروفیسر الیاس حسین کماپور، قاری شوکت مظاہری امام مسجد عمر کماپور، مفتی اسرائیل قاسمی ناظم مدرسہ قاسم العلوم تکیہ، مولانا شہادت حسین قاسمی امام مسجد بیت المکرّم بھدونی، جناب نثار احمد فاران اکیڈمی ہسوا، مولانا محمد نصیر الدین مظاہری انصارنگر، جناب مولانا نوشاد زبیر ملک سیہن، پروفیسر عتیق احمد محلّہ تکیہ نوادہ، پروفیسر ضیاء الدین کماپور جناب شکیل احمد اسٹیٹ بینک نوادہ کو نائب کنوینر بنایا گیا ہے۔

حکومت کی تاناشاہی سوچ

مشتاق احمد نوری

کسان آندولن نے پورے ملک کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا، اس سے قبل شاہین باغ کے آندولن نے کافی شہرت پائی تھی، جسے سرکار نے بہت خوبصورتی سے ٹھکانے لگا دیا، لیکن بلقیس دادی نے ٹائم میگزین میں جگہ پا کر یہ ثابت کر دیا کہ اس آندولن کی گونج پوری دنیا میں سنی گئی، اس کسان آندولن کو بھی سرکار نے شاہین باغ کی طرح ٹھکانہ لگانے کی کوشش کی؛ لیکن سردی میں پانی کی شدید بوچھار نے پٹرول کا کام کیا اور آندولن کاریوں کے جذبے مزید مستحکم ہوگئے، کسان بل کیا ہے، یہ اب ملک کا ہر شہری جانتا ہے، کیوں اور کس کے لیے ہے یہ بھی سب کو معلوم ہے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے نئے اوتار امبانی اور اڈانی کی خوشامد میں سرکار نے یہ بل پاس کیا، جس پر کوئی بحث ہی نہ کی گئی، بس میز تھپتھپا کر اسے پاس کر دیا گیا، یہ سب کو معلوم ہے، جب بجٹ پیش کیا جاتا ہے تو بڑے ادیوگ پتیوں کو بلا کر ان کے مشورے بھی لیے جاتے ہیں؛ لیکن اس کسان بل پر بحث کرنے کے لیے نہ تو کسی کسان لیڈر سے گفتگو کی گئی، اور نہ ہی اپوزیشن سے مشورہ کیا گیا، وجہ یہ تھی کہ یہ بل بنا کہیں اور اور پاس ہوا پارلیامنٹ میں، یہ فیصلہ تو سرکار کے کھیا نے بہت قبل اپنے دوستوں کے مشورے سے لے لیا تھا اور انہیں آگے کی تیاری کا اشارہ بھی دے دیا تھا، اسی کے پیش نظر اڈانی نے ایک سو ایکڑ زمین پر بہت بڑا گودام قائم کیا، اناج رکھنے کے لیے بڑے بڑے کنٹینرز بنوائے، ریلوے ٹریک بھی بنوائے کہ مستقبل میں انڈین ریلوے کے مالک بھی وہی ہونے جا رہے ہیں۔

آپ کو دو تصویروں کی یاد دلاتا چلوں، ایک تصویر مودی جی کے ایک ہاتھ میں امبانی کا ہاتھ، دوسرے ہاتھ میں نیتا امبانی کا ہاتھ، ان کی نظر نیتا جی کے چہرے پر، ہونٹوں پر مسکان اور مکیش امبانی کا دوسرا ہاتھ مودی جی کی پشت پر۔ دوسری تصویر اڈانی کی بیگم کے سامنے مودی جی کا ہاتھ جوڑ کر رکوع کی پوزیشن میں ابھیوادن پیش کرتے ہوئے۔ یہ دونوں تصویر صرف تصویر نہیں ہے بلکہ ایک مکمل داستان بیان کر رہی ہے۔ کسان تحریک سرکار کے گلے کی ہڈی بنی ہوئی ہے، وجہ ہے ایسٹ انڈیا کمپنی کے انڈین اوتار سے کیا گیا وعدہ، جس پر اڈانی نے کروڑوں خرچ کر دیا، گودام بن کر تیار، سارا روڈ میپ فائنل، تو پھر ان حالات میں پیچھے ہٹنا بہت مشکل ہو گیا ہے، ”کھاؤں کدھر کی چوٹ، بچاؤں کدھر کی چوٹ“ والی کیفیت ہوگئی ہے، مودی جی یہ جانتے ہیں کہ کوئی ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا، پولیس، عدلیہ اور طاقت ان کے ہاتھ میں تو کون بگاڑ سکتا ہے ان کا کھیل؟ لیکن یہاں وہ چوک کر گئے اور ان کا پانسا الٹا پڑتا نظر آ رہا ہے۔

کسانوں کا یہ جتھا کمزور نہیں ہے، وہ پوری تیاری کر کے سر سے کفن باندھ کر میدان میں اترا ہے، سندھو بارڈر پر پنجاب و ہریانہ کے کسان اس سردی میں بھی ڈٹے ہوئے ہیں، وہ ساری تکالیف سے گزر رہے ہیں، اب تک ساٹھ سے زائد مر چکے ہیں، کچھ نے خودکشی تک کر لی؛ لیکن سرکار صرف میٹنگ کرنے میں مصروف ہے اور ہر میٹنگ میں یہ اعلان بھی کرتی ہے کہ یہ تینوں زرعی قانون واپس نہیں لیے جائیں گے، اور کسان ہیں جو اس قانون کی مکمل واپسی پر اڑے ہوئے ہیں، سرکار اپنی ضد پر اس لیے قائم ہے کہ یاروں کو کیا منہ دکھائیں گے۔ اس کے بدلے اسی کروڑ کسان برباد ہو جائیں، دیش برباد ہو جائے اس سے انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا، کسان پریشان اس لیے ہیں، اس قانون کے لاگو ہونے سے وہ برباد ہو جائیں گے، ان کی ساری فصل سیدھے اڈانی، امبانی کے گودام میں چلی جائے گی، اور بعد میں پچاس روپئے کیلو کا چاول عام لوگوں کو پانچ سو روپئے میں خریدنے کو مجبور ہونا پڑے گا، ایک معمولی پھول گوبھی کسان زیادہ سے زیادہ پانچ سے دس روپئے کیلو بیچتا ہے، وہی گوبھی پولی تھین میں پیک ہو کر تین سو روپئے میں آدھا کیلو امبانی کے اسٹور میں بک رہی ہے۔ کسان کا استحصال میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، اکثر چھپرہ سے لوٹتے وقت دِگھوارا ریلوے جنکشن پر گمٹی بند ملتی تھی، میں نے دیکھا کہ کسان بورے میں بھر کر تازہ بیگن لایا، اڑھتیا (ہول سیلر) کے آدمی نے کانٹا لگا کر بیگن تولا، ۷۰ر کیلو بیگن کی قیمت ۷۰ر روپئے، یعنی ایک روپئے کیلو دی اور اسی جگہ اس بیگن کو ایک عورت چھ روپئے کیلو بیچ رہی ہے، غریب کسان لاچاری سے سب دیکھ رہا ہے، ہر سبزی کا یہی حال تھا، یہ واقعہ ۲۰۱۰ء سے قبل کا ہے، آج بھی استحصال کا وہی تماشہ ہو رہا ہوگا۔ اس واقعہ کی روشنی میں کسانوں کی یہ مانگ بہت معنی رکھتی ہے کہ ہر فصل کی ایک قیمت مقرر کر دی جائے تاکہ کسانوں کو نقصان نہ ہو، لیکن مرکزی سرکار یہ قانون پاس کرنا نہیں چاہتی، کہ دوستوں کو دونوں ہاتھوں سے منافع لوٹنے کا موقع ملے، کسانوں کو معلوم ہے کہ اگر یہ زرعی قانون واپس نہ ہوا تو آگے چل کر وہ کسان کے بجائے مزدور بن کر رہ جائیں گے۔

۲۶ر جنوری کا واقعہ بھی خوب رنگ لایا، کسانوں نے دہلی جا کر یوم جمہوریہ منانے کی التجا کی، انہیں اپنے ٹریکٹر کے ساتھ دہلی جا کر جشن منانے کی اجازت بھی دے دی گئی، روٹ بھی طے کر دیے گئے، لیکن جب کسان طے روٹ سے دہلی روانہ ہوئے تو وہاں بیریکیڈنگ لگا کر انہیں آگے بڑھنے سے روک دیا گیا، غازی آباد بارڈر پر یوگی نے مزید پریشانی کھڑی کر دی اور ٹریکٹر ڈیزل دینے پر پابندی لگا دی، راکیش ٹکیت کا باغیانہ تیور اسی کالے قانون کا ردعمل تھا، کسانوں کی ضد کے سامنے کوئی حربہ کارگر نہیں ہوا، انہیں کسانوں کے ایک گروپ کو بھاجپا کے ہی ایک شخص نے لال قلعہ کے اندر داخل کرا دیا، یہ طے شدہ پروگرام تھا، اس لیے پولیس نے بھی روکنے کی کوشش نہیں کی، جوشیلے کسان اندر گئے اور لال قلعے پر اپنا جھنڈا لہرا دیا۔

ان ساری کوششوں سے اس آندولن کو کمزور کرنے کی کوشش کی گئی؛ لیکن لوگ بھی کم سیانے نہیں، جنہوں نے اس راز سے پردہ اٹھا دیا کہ بھاجپا کے جس جوان نے یہ سب کروایا وہ مودی اور امت شاہ کا بے حد قریبی ہے، ساری تصاویر سامنے ہیں۔ اس واقعہ کی آڑ میں یوگی نے لگ بھگ غازی آباد بارڈر کے آندولن کو سمیٹنے کی تیاری کر لی تھی؛ لیکن راکیش ٹکیت نے ہمت نہیں ہاری، کسانوں کو بہت بے رحمی سے پیٹا گیا، اس بیدردی نے کسان نیتا ٹکیت کا دل توڑ دیا، اور وہ بھاوک ہو گئے، اور ان کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے، آواز بھرّا گئی، اور انہوں نے کسانوں کو واپس ہونے کی آواز لگائی، اور آناً فاناً لاکھوں کسانوں نے یوپی سے کوچ کر کے غازی آباد بارڈر کو آباد کر دیا، اب انہوں نے یہ بھی اعلان کر دیا کہ اکتوبر تک ہم یہیں رہیں گے۔

سندھو بارڈر پر کسان جمے ہوئے ہیں، ان کے لیے یہ جان سے زیادہ آن کا معاملہ ہے، وہ مر جائیں گے؛ لیکن پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ بھارت کا اپوزیشن بے حد کمزور ہے، وہ خود کو مجبور پا رہا ہے؛ لیکن یوم جمہوریہ والے واقعہ کے بعد ان کی نیند بھی ٹوٹی ہے، وہ کھل کر کسانوں کے حق میں آواز بلند کرنے لگے ہیں، اب سرکار کو ایک اور ہتھکنڈا مل گیا ہے کہ یہ کسان آندولن نہیں ہے بلکہ اپوزیشن کی سازش ہے، حد تو یہ ہے کہ ہمارے کلاکار بھی چپ ہیں، ایک محترمہ بھاجپا کی چمچہ گیری کرتے ہوئے کسانوں کو دہشت گرد اور غدار کہہ رہی ہیں، باقی لوگ خاموشی میں ہی اپنی عافیت محسوس کر رہے ہیں، ان کی یہ بزدلی اور نامردی کو آنے والا وقت کبھی معاف نہیں کرے گا۔

ایک طرف مودی جی کا فرمان ہے کہ ہم کسانوں سے ایک فون کی دوری پر ہیں تو دوسری طرف دہلی آنے کے سبھی راستے مسدود کر دیے گئے ہیں، اور راستوں پر کٹیلے تاروں کا جال بچھا دیا گیا ہے، بڑے بڑے کیل سڑکوں پر ٹھوک دیے گئے ہیں، ہر وہ طریقہ اپنایا گیا، جس سے سڑک پار کرنا مشکل ہو، ان سب باتوں سے سرکار کی منشاء صاف ہوگئی ہے کہ وہ اپنے یاروں کے لیے کسی بھی حد تک جانے کے لیے تیار ہے۔ اب اس کھیل میں ایک اور ٹوئسٹ آ گیا ہے، سرکار نے کسانوں کی انٹرنیٹ سیوا بند کر دی ہے، اس پر انٹرنیشنل پاپ سنگر ریحانہ نے ایک چھوٹا سا جملہ کہا ”کوئی اس سلسلہ میں بات کیوں نہیں کر رہا ہے۔“ یہ جملہ بم کی طرح پھٹا اور گودی میڈیا کو اس میں انٹرنیشنل سازش کی بو محسوس ہونے لگی۔

ریحانہ اگر مسلمان ہوتی تو اور نہ جانے کیا کیا سازش نظر آنے لگتی، ریحانہ کا شمار دنیا کے پانچ دولت مند ترین اشخاص میں ہوتا ہے، اس کے فالوورز کی تعداد ایک سو ملین سے زیادہ ہے، اس نے کسان آندولن کی وہ تصویر بھی ٹیگ کر دی، جس میں پولیس جم کر لاٹھیاں برسا رہی ہے، اسے تین لاکھ سے زائد لوگ دیکھ چکے ہیں، دوسری سلیبریٹی گریٹا تھنبرگ کی ہے، جنہوں نے ٹوئٹ کر کے کہا کہ ”ہم کسان آندولن پر ان کے ساتھ کھڑے ہیں۔“ انہوں نے بھی کسان آندولن کی تصویر ٹیگ کی۔ وہ ماحولیات پر کام کرنے والی ہیں، ۲۰۱۹ء میں ٹائم میگزین نے گریٹا کو ”پرسن آف دی ایئر“ کے لیے منتخب کیا تھا، اس کے علاوہ میاں خلیفہ اور امریکہ کے نائب صدر کملا ہیرس کی بھتیجی مینا ہیرس نے بھی کسان آندولن کے حق میں آواز اٹھائی ہے۔

انٹرنیشنل سلیبریٹیز کی انٹری کو گودی میڈیا انٹرنیشنل سازش قرار دے رہی ہے، کہ دیشی آندولن میں ودیشی بول انہیں منظور نہیں ہے، ظاہر سی بات ہے کہ مرکزی سرکار بھی خفا ہے، وہ اپنے اندرونی معاملے میں کسی باہری بول کو برداشت نہیں کر سکتی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ سرکار کو اپنی تاناشاہی سوچ سے باہر آنا ہوگا، اسے اپنی انا کا مسئلہ نہ بنا کر کسانوں کی مانگ پر توجہ دینی ہوگی، وہ ملک کے ان داتا ہیں، ان کے مسائل ۸۰ر کروڑ سے زائد لوگوں سے جڑے ہیں، اپنے ان داتا سے ہمدردی دکھانے کی ضرورت ہے، پورا ہندوستان تو بیچ ہی دیا ہے، اپنے دوستوں کو کچھ اور بیچ کر خوش کر سکتے ہیں، سرکار اس غلط فہمی میں ہرگز نہ رہے کہ وہ سختی اور طاقت سے اس آندولن کو کچل دے گی، سرکار کو یہ بھی یاد رکھنا ہوگا، اس جانب بھگت سنگھ، سردار ادھم سنگھ اور اشفاق اللہ خان کے جائے ڈٹے ہوئے ہیں، جنہوں نے اسی دیش کے لیے تب قربانی دی تھی، جب امبانی، اڈانی کا وجود بھی نہیں تھا۔

بقیہ تعلیم و تحفظ اردو کے لیے امارت شرعیہ کی منصوبہ بندی ...... لیکن یہ خواب اسی وقت شرمندۂ تعبیر ہوسکتا ہے جب علاقہ کے لوگ انفرادی یا اجتماعی طور پر امارت کو زمین مہیا کریں گے، رانچی اور گریڈیہہ میں اس کا کامیاب تجربہ ہو چکا ہے۔

اردو زبان کا تحفظ :۔ امارت شرعیہ نے اپنی تعلیمی تحریک کے ساتھ اردو کے تحفظ کو بھی اپنی تحریک کا موضوع بنایا ہے، یہ ہم سبھی مانتے ہیں کہ اردو ہماری مادری اور تہذیبی زبان ہے، مذہب اسلام کی بیشتر کتابیں اردو زبان میں ہیں، ہم میں سے بیشتر نے انہیں کتابوں کے ذریعہ اسلام کو جانا اور سمجھا ہے، چنانچہ اس زبان کے تحفظ اور اس کے فروغ کے لیے کوششیں کرنا ہمارا فرض ہے، امارت شرعیہ نے اردو زبان کی اہمیت کے پیشِ نظر اس کے تحفظ کے لیے جو منصوبہ پیش کیا ہے وہ قابلِ تحسین ہے، مولانا محمد شبلی القاسمی کے مرتبہ کتابچہ ”نظامِ تعلیم کے رہنما اصول“ میں اردو زبان کے تحفظ کی جو تدابیر بتائی گئی ہیں وہ قابلِ توجہ بھی ہیں اور قابل عمل بھی، مثلاً اردو آبادی کے ہر گھر میں اردو بولنے، پڑھنے اور لکھنے کا مزاج بنایا جائے، ہر گھر میں کم از کم ایک اردو روزنامہ، ایک اردو ہفت روزہ اور ایک ماہانہ رسالہ ضرور خریدا جائے، سرکاری دفاتر میں اردو میں درخواستیں دی جائیں اور اپنی دُکانوں اور مکانوں کے سائن بورڈ میں انگریزی اور ہندی کے ساتھ اردو کو بھی جگہ دی جائے، یہ ایسے آسان کام ہیں جنھیں ہر شخص انفرادی طور پر بخوبی کر سکتا ہے، اس سے نہ اسے کسی مالی زیرباری کا سامنا کرنا پڑے گا اور نہ اس سے اس کی عزّت میں کوئی بٹا لگنے کا خدشہ ہوگا، اردو کے تحفظ کے لیے اجتماعی کوششیں کیا ہو سکتی ہیں اس تعلق سے کتابچہ میں دس تدابیر بتائی گئی ہیں، مثلاً مسلمانوں کی آبادی میں واقع سرکاری اسکولوں میں اگر اردو کے اساتذہ نہیں ہیں تو وہاں اردو اساتذہ کی تقرری کے لیے ضروری کوششیں کی جائیں، جن اسکولوں میں اردو یونٹ منظور نہیں ہے وہاں اردو یونٹ کے قیام کی تحریک چلائی جائے، جہاں اردو یونٹ منظور ہے اور اردو اساتذہ وہاں مامور نہیں ہیں تو وہاں اردو اساتذہ بحال کرانے کی کوشش کی جائے، اردو آبادی کے درمیان اردو لائبریری کا قیام عمل میں لایا جائے اور لوگوں کو وہاں پہنچ کر مطالعہ کرنے کی ترغیب دی جائے، اردو کے نام پر بحال اساتذہ اور ملازمین کو ان کا فرض منصبی یاد دلایا جائے اور انھیں اردو پر توجہ دینے کی ترغیب دی جائے، پرائیوٹ اسکولوں کے نصاب میں اردو کی شمولیت کو لازمی بنایا جائے، اردو کے عنوان پر اجلاس، کانفرنس، سمینار، سمپوزیم اور مشاعرے منعقد کیے جائیں، اسکول ر مدرسہ میں پڑھنے والے طلبا و طالبات کے لیے تحریری و تقریری مسابقے، کوئز کے انعامی پروگرام منعقد کیے جائیں، اس طرح کی کئی اور اہم تجاویز کتابچہ میں موجود ہیں، جن کے مطالعہ سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ اردو کے ساتھ سرکاری سطح سے ہو رہی ناانصافیوں اور حق تلفیوں کا کوئی تذکرہ اس کتابچہ میں نہ دیکھ کر حیرت بھی ہوتی ہے اور مایوسی بھی، سرکاری سطح سے اردو کے ساتھ بہت ناانصافیاں ہو رہی ہیں یا کی جا رہی ہیں، اس کا مقابلہ اردو آبادی کیسے کرے اور امارت شرعیہ اس سلسلے میں اردو آبادی کی رہنمائی کس حد تک اور کس طرح کر سکتی ہے اس کا ذکر بھی کتابچہ میں ہونا چاہیے تھا، اس سے اردو آبادی کے درمیان یقین اور اعتماد پیدا ہوتا اور انھیں اس سے تقویت و رہنمائی ملتی۔ مختصر یہ کہ امارت شرعیہ کی تحریک ”برائے ترغیب تعلیم و تحفظ اردو“ ایک قابلِ تحسین قدم ہے۔ یقیناً اس کے دوررس نتائج برآمد ہوں گے ”نظامِ تعلیم کے رہنما اصول“ کی اشاعت بھی ملّت کی رہنمائی کے لیے ضروری تھا، امارت شرعیہ نے یہ کام کر کے اپنا فریضہ انجام دیا ہے، کتابچہ کے توسط سے تعلیم کے فروغ اور اردو کے تحفظ و بقا کے لیے بہار کی اردو آبادی کو جو ہدایتیں دی گئی ہیں اس کا خیر مقدم کیا جانا چاہیے اور ان ہدایتوں کی روشنی میں حتی الامکان عمل کرنے کی کوششیں ہونی چاہییں، یہ وقت کی اہم ضرورت ہے، ابھی ملّت جن حالات سے گذر رہی ہے، غالباً انہی حالات کے مقابلے کے لیے علامہ اقبالؒ نے ہمیں یہ پیغام دیا ہے۔

طب وسائنس

سونف کے فوائد

محمد طارق شاد

یورپی ممالک میں لوگ سونف، سویا، دھنیا اور سنترے کے پوست کے جوشاندے کو ہاضمے کے لیے مفید قرار دیتے ہیں۔ ایک مغربی محقق نے سونف کی تعریف کرتے ہوئے لکھا کہ سونف آلات بول، گردے مثانے کا ورم دور کرنے کے لیے بہت موثر ہوتی ہے۔ اسے باقاعدہ استعمال کرتے رہنے سے گردے، مثانے میں پتھری نہیں بنتی اور اگر بن بھی گئی تو اس کے استعمال سے پتھری خارج ہوجاتی ہے۔ سونف کا استعمال دودھ پلانے والی ماں کے لیے بھی بہت مفید سمجھی جاتی ہے۔ اس کے استعمال سے دودھ کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔ سونف میں زنانہ ہارمون، ایسٹروجن جیسی خاصیت بھی ہوتی ہے، اس لحاظ سے یہ خواتین کے لیے بہت موثر ہے۔ سن یاس کی تکالیف سے نجات کے لیے اطباء دیگر پیشاب آور دواؤں کے ساتھ سونف استعمال کراتے ہیں۔ طب یونانی کی مشہور دوا شربت بزوری میں سونف کے بیج اور اس کی جڑ بھی شامل کی جاتی ہے۔

سونف کا رنگ زرد سبزی مائل اور ذائقہ شیریں ہوتا ہے۔ اس کا مزاج گرم اور خشک دوسرے درجے میں ہے۔ اس کی مقدار خوراک چھ ماشہ سے ایک تولہ تک ہے۔ سونف کے درج ذیل فوائد ہیں۔

1- سونف ہاضم اور کاسر ریاح ہوتی ہے۔ 2- پیشاب اور حیض کو جاری کرتی ہے۔ 3- سینہ، جگر، طحال اور گردہ کے سدے نکالتی ہے۔ 4- مقوی معدہ ہے۔ 5- پیٹ کے درد، اپھارہ اور قولنج میں بے حد مفید ہے۔ 6- پیچش کی بیماری میں مریض کو دو تولہ سونف، پانچ تولہ گلقند پانی میں اور جوش دے کر سردیوں کے موسم میں تین یا چار بار دن میں پلانے سے آرام ہو جاتا ہے۔ 7- بینائی کو قائم رکھنے کیلئے اس کے جوشاندہ یا بادیان سبز) دھنیا سبز (کے پانی میں سرمہ کی طرح پیس کر کے آنکھوں میں لگاتے ہیں۔ 8- سونف کی جڑ چھ ماشہ رگڑ کر پینے سے کمر درد کو آرام ملتا ہے۔ 9- سونف کی جڑ معدے کی فضول رطوبت کو دور کرتی ہے۔ 10- سونف کمزوری دماغ اور قوت ہاضمہ کیلئے بہترین دوا ہے۔ 11- تلی اور مثانے کے امراض کو درست کرتی ہے۔ 12- پرانے بخاروں میں بے حد مفید ہے۔ ایسے میں اسے شربت سکنجبین کے ہمراہ دیتے ہیں۔ 13- سونف کو باریک پیس کر بچوں کے پیٹ پر ملنا اپھارہ اور درد کو دور کرتا ہے۔ 14- کھانسی اور دمہ میں چھ ماشہ سونف چھ ماشہ پرسیاؤں ملا کر دینا مفید ہے۔ 15- بلغم کو دور کرتی ہے۔ 16- بادی کو دور کرتی ہے۔ 17- بینائی اور دماغ کی طاقت کیلئے سونف اور مصری چھ ماشہ کو باریک پیس لیں۔ چالیس روز تک استعمال کرنے سے عینک بھی اتر سکتی ہے۔ 18- ہر قسم کے سر درد کیلئے سونف دس تولہ، مصری دس تولہ، باریک پیس کر سفوف بنالیں۔ تین تولہ سفوف رات کو سوتے وقت ہمراہ دودھ یا پانی لیں۔ یہ نسخہ مقوی دماغ بھی ہے۔ 19- نزلہ، زکام کیلئے سونف ایک تولہ، شکر سرخ دو تولہ آدھ سیر پانی میں جوش دیں جب آدھ پاؤ رہ جائے تو چھان کر گرم گرم پینے سے فائدہ ہوتا ہے۔ 20- سونف ایک تولہ کو آدھ سیر پانی میں جوش دے کر آدھ پاؤ رہنے کی صورت میں ایک ماشہ دن میں دو بار پینے سے سینے کا درد ٹھیک ہو جاتا ہے۔ 21- درد معدہ کو دور کرنے کیلئے سونف پانچ تولہ، نمک ایک تولہ دونوں کو باریک پیس لیں بوقت ضرورت ایک ماشہ سفوف ہمراہ عرق سونف لینا بے حد مفید ہے 22- ورم گردہ اور ورم جگر میں سونف تین ماشہ، گل قند دو تولہ جوش دے کر چھان کر پینا بے حد مفید ہے۔ 23- سونف کو باریک پیس کر بچوں کے پیٹ پر ملنا اپھارہ اور درد کو دور کرتا ہے۔ 24- سونف کی جڑ کا کاڑھا دائمی قبض کیلئے مفید ہے۔ 25- بچوں کو عرق سونف پلانے سے ان کی بدہضمی کی شکایت دور ہو جاتی ہے۔ 26- خفقان اور غشی کی صورت میں سونف کو باریک پیس کر ہم وزن گل گاؤزبان استعمال کرنا مفید ہے۔ 27- سونف کا سفوف ایک ماشہ کھانا معدے کی جلن کو دور کرتا ہے۔ 28- سونف کا سفوف ٹھنڈے پانی کے ساتھ پھانکنا بخار میں ہونے والی متلی کو روک دیتا ہے اور معدے کی سوزش کو دور کرتا ہے۔ 29- درد شکم کو فوری دور کرنے کیلئے سونف کے تیل کی چند بوندیں لینا مفید ہے۔ 30- عرق سونف کا باقاعدہ استعمال خصوصاً بچوں اور عموماً بڑوں کے معدے کو مقوی کرتا ہے۔ 31- سفوف ہمراہ پانی استعمال کرنا چاہئے۔ شوگر) ذیابیطس (کنٹرول کرنے کا بڑا آسان علاج یہ ہے کہ سونف ایک کلو اور چینی ایک پاؤ ملا کر سفوف بنالیں۔ ہر رات سوتے وقت ایک تولہ اس سے ابتدائی مرحلہ والا شوگر ختم یا کنٹرول ہوسکتا ہے۔ 32- منہ میں تھوڑی سونف ڈال کر چباتے رہنے سے بیٹھی ہوئی آواز ٹھیک ہو جاتی ہے۔ 33- دودھ پلانے والی مائیں اگر گاجر کے بیج تیس گرام اور سونف چھ گرام سفوف بنا کر ایک پیالی دودھ کے ساتھ حسب طبیعت لیں تو فائدہ ہوگا۔ 34- باریک پسی ہوئی سونف آدھ ماشہ ہمراہ عرق سونف شیر خوار بچوں کو پلانے سے پیٹ درد اور ہاضمے کی کبھی خرابی نہیں ہوتی۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیزی ندوی

پنجاب اور ہریانہ ہائی کورٹ کا دلچسپ فیصلہ

پنجاب اور ہریانہ ہائی کورٹ نے خاندانی پنشن سے متعلق ایک دلچسپ فیصلہ سنایا ہے، فیصلہ کے مطابق اگر بیوی اپنے شوہر کو قتل بھی کردیتی ہے، تو بھی وہ خاندانی پنشن حاصل کرنے کی حقدار ہوگی، بلجیت کور بمقابلہ ریاست ہریانہ کیس میں ہائی کورٹ نے فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ سنہرا انڈا دینے والی مرغی کو کوئی ذبح نہیں کرتا، 'این ڈی ٹی وی کی رپورٹ کے مطابق ہائی کورٹ نے اپنے فیصلہ میں کہا کہ بیوی کو کسی بھی صورت میں خاندانی پنشن سے محروم نہیں کیا جاسکتا، اگر بیوی نے شوہر کو قتل بھی کیا ہو تب بھی ایسا نہیں کیا جاسکتا، فیملی پنشن ایک ویلفیئر اسکیم ہے جو سرکاری ملازم کی موت ہونے کی صورت میں اس کے خاندان کو مالی امداد مہیا کرتی ہے، بیوی اگر فوجداری مقدمہ میں قصوروار پائی جاتی ہے تو بھی وہ فیملی پنشن کی حقدار ہے، بلجیت کور کی عرضی پر ہائی کورٹ نے یہ فیصلہ سنایا، انبالہ کی رہائشی بلجیت کور نے عدالت عالیہ کو بتایا کہ ہریانہ حکومت کے ملازم ترسیم سنگھ کی ۲۰۰۸ء میں موت واقع ہوگئی اور ۲۰۰۹ء میں اس کا نام قتل کے کیس میں درج کرلیا گیا اور ۲۰۱۱ء میں اسے مجرم قرار دیا گیا، بلجیت کور ۲۰۱۱ء تک فیملی پنشن حاصل کرتی رہی؛ لیکن قصوروار ٹھہرائے جانے کے بعد حکومت ہریانہ نے پینشن جاری کرنے پر روک لگادی، پنجاب اور ہریانہ ہائی کورٹ نے ہریانہ حکومت کے اس فیصلہ کو کالعدم قرار دیتے ہوئے متعلقہ محکمہ کو تمام بقایہ جات کے ساتھ عرضی گزار کو دو مہینے کے اندر پینشن ادا کرنے کا حکم دیا ہے، خیال رہے کہ بیوی کو سی ایس (پنشن) رولز،۱۹۷۲ء کے تحت شوہر کی موت کے بعد فیملی پنشن کا حقدار مانا جاتا ہے، سرکاری ملازم کی موت کے بعد اگر اس کی بیوی دوسری شادی کرلیتی ہے تو بھی وہ فیملی پنشن حاصل کرنے کی حقدار ہوتی ہے۔

بالغ خاتون کو فیصلہ لینے کا اختیار: ممبئی ہائی کورٹ

بین المذاہب شادی پر مبنی ممبئی ہائی کورٹ نے اپنے فیصلے میں کہا کہ بالغ خاتون کو اپنی مرضی کے مطابق فیصلہ کرنے کا اختیار ہے۔ وہ جس کے ساتھ زندگی کے ایام گزارے وہ اس کی مختار ہے۔ ممبئی ہائی کورٹ کے جسٹس ایس ایس شندے اور منیش پٹیل پر مشتمل بنچ نے کہا کہ خاتون اور اس کے والدین نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ مذکورہ خاتون سن بلوغ کی حدود کو پار کرچکی ہے اور وہ بالغ ہے نیز اس کی عمر تقریباً ۲۳ ربرس کی ہے، لہٰذا وہ اپنی خواہش کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ درخواست گزار (جو ایم بی اے کا طالبعلم ہے) نے یہ عرضداشت داخل کی تھی جس کے دوران اس نے عدالت کو بتلایا کہ گزشتہ پانچ برسوں سے اس کے اور خاتون کے درمیان تعلقات ہیں اور خاتون نے بھی دوران سماعت اس بات کا اعتراف کیا کہ عرضی گزار اور اسکے درمیان تعلقات کا سلسلہ پانچ برسوں سے زائد کا ہے۔

کیرالا کے گورنر عارف محمد خان زرعی قوانین پر برہم

کیرالا کے گورنر عارف محمد خان نے مودی سرکار کے ذریعہ منظور متنازعہ زرعی قوانین کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ اس سے کنٹرول مارکیٹوں کی اہمیت کم ہوگی اور کارپوریٹ گھرانوں کو فائدہ ہوگا، ایل ڈی ایف حکومت کی پالیسی خطاب کے دوران عارف محمد خان نے مرکزی حکومت کی پالیسیوں اور تفتیشی ایجنسیوں کی تنقید والے حصہ کو بھی پڑھا، گورنر نے ریاستی حکومت کی اسکیموں کے خلاف مختلف الزامات کی تحقیقات کرنے والی مرکزی ایجنسیوں پر بھی حملہ کیا اور کہا کہ انہوں نے آئین میں طے شدہ حدود کو عبور کیا ہے۔

نتیش کابینہ کے کئی وزراء پر سنگین مقدمات

نتیش کابینہ کی توسیع ہوگئی، راج بھون میں ۱۷رایم ایل اے، ایم ایل سی کو عہدے اور راز داری کا حلف دلایا گیا، جس میں کئی تو کروڑ پتی ہیں تو کئی پر سنگین دفعات کے تحت معاملہ درج ہیں، جس کو لے کر سیاست شروع ہوگئی ہے، ۱۴رکروڑ کی املاک کی تفصیل دینے والے سشانت سنگھ راجپوت کے بھائی نیرج سنگھ عرف نیرج ببلو پر ۳رمعاملات درج ہیں اور یہ آئی پی سی کی دفعات ہیں، دوسرے وزیر مدن سہنی جن پر آئی پی سی کے سیکشن ۱۸۸ر کے تحت ۲رمعاملے درج ہیں، پرمود کمار پر آئی پی سی کی دفعہ ۳۷۹ر یعنی چوری کی ایف آئی آر کے علاوہ ۴ر دیگر معاملے ہیں، اس کے علاوہ گوپال گنج سیٹ سے بی جے پی کے ایم ایل اے سبھاش سنگھ پر کل ۶رمعاملات درج ہیں، اسی طرح بانکی پور اسمبلی حلقہ سے بی جے پی لیڈر نتن نوین پر سب سے سنگین معاملات یعنی آئی پی سی کی دفعہ ۴۳۱ر کے تحت روڈ، پل اور ندی کو نقصان پہنچانے کا الزام ہے، سابق وزیر نریندر سنگھ کے بیٹے سمت کمار پر ٹرسٹ کے تحت غبن اور جعلسازی کے معاملات ہیں، جبکہ سہرسہ سے بی جے پی ایم ایل اے آلوک رنجن پر آئی پی سی کی دفعہ ۵۰۶ کے تحت معاملہ درج ہے۔

گریجویٹ پاس طالبات کو ۲۵-۲۵ ہزار روپے ملیں گے

مکھ منتری کنیا اتھان یوجنا کے تحت گریجویٹ پاس لڑکیوں کی حوصلہ افزائی اسکیم کے لئے محکمہ تعلیم نے ۴۰رکروڑ امدادی رقم کو منظوری دیتے ہوئے اسے ریلیز بھی کردیا ہے، اس رقم سے گریجویٹ پاس ۱۶رہزار طالبات کو ۲۵-۲۵رہزار روپئے جلد دئے جائیں گے، محکمہ تعلیم نے اپنے حکم میں کہا کہ ۲۰۲۰-۲۱ کیلئے گریجویٹ پاس کرنے والی لڑکیوں کی حوصلہ افزائی منصوبہ کیلئے بجٹ میں ۲۰۰رکروڑ کا نظم ہے، اس میں پہلی قسط کی شکل میں ۲۶رکروڑ رقم دی جاچکی ہے، اب ۴۰رکروڑ ریلیز کئے گئے ہیں، رقم ایچ ڈی ایف سی بورنگ روڈ برانچ میں جمع ہوگی جہاں سے پی ایف ایم ایس کے توسط سے سیدھے ان کے کھاتے میں رقم بھیجی جائے گی، اس منصوبے کے نفاذ اور اس کے مانیٹرنگ کی ذمہ داری اعلیٰ تعلیم ڈائرکٹوریٹ کی ہوگی۔

آلودگی پھیلانے والی کمپنیوں پر جرمانہ عائد

مرکزی آلودگی کنٹرول بورڈ (سی پی سی بی) نے کوک، پیپسی اور بسلری پر تقریباً ۷۲رکروڑ روپئے کا جرمانہ عائد کیا ہے، یہ جرمانہ پلاسٹک کچرے کو ڈسپوزل اور کلیکشن کے بارے میں معلومات حکومتی ادارہ کو نہ دینے کی وجہ سے عائد کیا گیا ہے، بسلری پر ۱۰،۷۵رکروڑ، پیپسی کو انڈیا پر ۸،۷رکروڑ اور کوکا کولا بیوریجس پر ۵۰،۶۶رکروڑ روپے جرمانہ عائد کیا گیا ہے، بابا رام دیو کی پتنجلی پر ایک کروڑ روپئے کا جرمانہ عائد کیا گیا ہے، ایک دیگر کمپنی پر ۸۵،۹رلاکھ روپئے کا جرمانہ عائد کیا گیا ہے، سی پی سی بی نے کہا ہے کہ ان سب کو ۱۵ردن میں جرمانہ ادا کرنا ہوگا۔

Volume:61/71,Issue: 07 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

اردو جسے کہتے ہیں تہذیب کا چشمہ ہے
وہ شخص مہذب ہے، جس کو یہ زباں آئی
(روش صدیقی)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi, Regd No-BIHURD/4136/61

اقلیتوں پر مشق ستم کب تک؟

اقلیتوں کو سیاسی طور پر حاشیہ پر رکھنے کی روایت نے ان کو سماجی و معاشی پسماندگی کے شکنجے میں جکڑ رکھا ہے، اور حکومتی سطح پر مسلسل نظر انداز کیے جانے کی وجہ سے ہندوستانی مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ ہو گیا ہے۔

کائی فریز (ترجمہ: محمد عادل فریدی)

ہندوستان میں چھ طبقات اقلیتوں کے زمرے میں آتے ہیں، لیکن اکثر و بیشتر جب اقلیت لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے صرف ایک خاص طبقہ کی یعنی مسلمانوں کی طرف ذہن جاتا ہے، ایک طرح سے ہندوستان میں مسلمانوں کو اقلیتوں کا نمائندہ کہا جاسکتا ہے، اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ہندوستان میں اقلیت شمار کیے جانے والے چھ طبقات میں سب سے زیادہ تعداد مسلمانوں کی ہے، اقلیتی طبقات میں سے یہ واحد طبقہ ہے جس کا تناسب ہندوستان کی مجموعی آبادی میں دوہرے عدد میں پہونچتا ہے۔ (۲۰۱۱ء کی مردم شماری کی بنیاد پر ۲ء۱۴ر فیصد)

ہندوستان میں موجود اقلیتی طبقات میں ایک منفرد و ممتاز مقام رکھنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اکثریتی فرقہ یعنی ہندوؤں کی تہذیب و ثقافت اور سیاسی تصورات سے سب سے زیادہ تہذیبی، فکری اور سیاسی اختلاف رکھنے جماعت مسلمانوں کی ہی ہے۔ چنانچہ وہ ہندو اکثریت کے مروجہ ثقافتی اور سیاسی تخیلات میں ''دوسرے'' بن گئے ہیں۔ (دوسری اقلیتوں کا معاملہ اس درجہ مختلف نہیں ہے، کیوں کہ قدر مشترک تخیلات وہاں زیادہ ہیں، اس لیے اکثریتی فرقہ کے لیے ان طبقات کو اپنے میں ضم کرنا اور انہیں اپنا بنانا آسان ہوتا ہے۔) یقیناً یہ ایک تاریخی حقیقت ہے، جس میں ۷۵ر سال قبل تقسیم ہند کے موقع پر پُر تشدد فرقہ وارانہ تصادم کے بعد سے مزید تیزی آگئی۔ تاہم، ۲۰۱۴ء میں نریندر مودی کے اقتدار میں آنے کے بعد سے اکثریتی فرقہ کے ہندوتوا پر مبنی نظریات میں بہت زیادہ شدت آگئی ہے، اور ہندوستان کے مسلمانوں کی تہذیب کے ساتھ ان کے تصادم میں ایک نیا موڑ آگیا ہے، اس تہذیبی اور فکری ٹکراؤ کے نتیجے میں مسلمانوں کے ساتھ معاشرتی اور معاشی بدحالی کا مسئلہ پیدا ہو رہا ہے، یہ مسئلہ حکومت کے ذریعہ دائمی نظر انداز کیے جانے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ انہیں جان بوجھ کر سیاسی پسماندگی میں دھکیلا جا رہا ہے اور مشق ستم بنانے کا سلسلہ لگاتار جاری ہے۔

۲۰۰۶ء میں سچر کمیشن کی رپورٹ آئی، جس میں تفصیل کے ساتھ مسلمانوں کی معاشرتی، معاشی، تعلیمی اور سیاسی پسماندگی کے بارے میں بات کی گئی، سچر کمیٹی کی رپورٹ نے عام طور پر ہندوستانی مسلمانوں کی ''پسماندہ'' معاشرتی و معاشی حیثیت کی طرف عوام کی توجہ مبذول کروائی، جس سے یہ معلوم ہوا کہ روزگار، تعلیم اور خواندگی کے معاملوں میں متعینہ معیارات کو حاصل کرنے کے تعلق سے وہ ہندوستان کی دوسری اقلیتوں کے مقابلہ میں بہت ہی پیچھے تھے۔ بلکہ وہ تاریخی طور پر مظلوم برادریوں یعنی درج فہرست ذاتوں اور قبائل کے ساتھ تھے۔ (اور کئی معاملوں میں ان کی حالت ایس سی ایس ٹی سے بھی ابتر تھی)

دوسری کئی چیزوں کے ساتھ اس رپورٹ میں اس بات پر بھی زور دیا گیا کہ تقریباً ۳۱ر فیصد مسلمان خط افلاس سے نیچے آچکے ہیں، آئی اے ایس اور آئی پی ایس میں ان کی نمائندگی محض ۸ء۱ر فیصد اور ۴ر فیصد ہے، مسلمانوں کی شرح خواندگی قومی سطح سے بہت نیچے ہے، مزید برآں تقریباً ۲۵ر فیصد سے زیادہ مسلم بچے اسکول جاتے ہی نہیں ہیں۔

سچر کمیٹی کی اس رپورٹ میں کئی سفارشات بھی کی گئی تھیں، جس کو اس وقت کی تازہ قائم شدہ وزارت برائے اقلیتی فلاح کے ذریعہ قبول کیا گیا۔ (وزارت کی ویب سائٹ پر ''عملی پیش رفت'' کو نمایاں بھی کیا گیا) لیکن اس کے باوجود بیشتر دستیاب اعداد و شمار، رپورٹوں اور تحقیقات کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمان غریبوں کے حالات میں کوئی قابل ذکر تبدیلی یا بہتری رونما نہیں ہوئی ہے۔ (۲۰۱۸ء کی یو این ڈی پی رپورٹ کے مطابق ہر تین میں سے ایک مسلمان کئی لحاظ سے غربت کے شکنجے میں گھرا ہوا ہے۔) ۲۰۱۸ء کی نیتی آیوگ کی رپورٹ کے مطابق ہندوستان کے بیس سب سے زیادہ پسماندہ اضلاع میں سے نصف مسلم اکثریتی اضلاع ہیں۔ جب کہ ۲۰۱۶ء کی intergenerational socio-economic mobility یعنی بین الاقوامی معاشرتی و معاشی نقل و حرکت کی رپورٹ کے مطابق مسلمانوں نے بین الاقوامی طور پر معاشی و معاشرتی میدانوں میں اپنی زمین کھودی ہے اور وہ اس میں عالمی طور پر پچھڑ رہے ہیں، اور فی الوقت وہ معاشری و معاشی نقل و حرکت کے تعلق سے شیڈول کاسٹ اور شیڈول ٹرائب سے بھی پیچھے ہیں۔ ۲۰۲۰ء میں قومی اعداد و شمار کے آفس کے ذریعہ کیے گئے ایک سروے کے میں یہ انکشاف ہوا کہ مسلمانوں کے تعلیمی حالات بھی بہت بدتر ہیں، مسلم بچوں کے داخلہ کا تناسب ایس سی/ ایس ٹی سے بھی کم ہے، مسلم خواتین کی شرح تعلیم بھی ملک میں سب سے کم ہے، غیر تعلیم یافتہ نوجوانوں کی سب سے زیادہ تعداد مسلمانوں میں ہے۔

ایک اور پریشان کن پیمانہ، جسے بظاہر سچر کی رپورٹ سے خارج کر دیا گیا تھا؛ این سی آر بی یعنی نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو کے تازہ ترین (۲۰۱۹ء) اعداد و شمار سے سامنے آیا ہے کہ ہندوستانی جیلوں میں مسلمان قیدیوں کی تعداد غیر متناسب حد تک ہے (۱۸ر فیصد کے قریب) اس کے علاوہ ڈیٹنشن سنٹروں میں محبوس اسیران کے اعداد و شمار میں بھی نمایاں اضافہ ہوا ہے، اور اس طرح مجموعی قیدیوں میں مسلمانوں کا حصہ تقریباً ۸ء۵۳ر فیصد ہے۔

لیکن کچھ سالوں سے مذکورہ بالا مایوس کن اعداد و شمار میں، ایک اور جہت کا اضافہ ہوگیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ ایسا سیاسی اور نظریاتی ماحول پیدا کیا جا رہا ہے جس میں مسلمانوں کو بدنام کیے جانے کی ایک ہوا سی چل پڑی ہے، اور ہر معاملہ میں انہیں بدنام کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، مسلمانوں کو بدنام کرنے یہ مہم اکثر حکمران جماعت میں موجود عناصر کے ذریعہ عام طور پر فروغ پاتی ہے اور پھر سوشل میڈیا کے ذریعہ اس کو پھیلایا جاتا ہے۔

گئو رکشا، ماب لنچنگ، سی اے اے، این آر سی کرونولوجی کی دھمکی، دہلی فرقہ وارانہ فسادات، ''کرونا جہاد''، ''لو جہاد'' اور ''یو پی ایس سی جہاد'' کے بے بنیاد اصطلاحات عام کرنے کی سازشیں، یہ سب اسی سیاسی نظریہ کا نتیجہ ہیں۔ مسلمانوں کا یہ شکوہ بجا ہے کہ ہندوتوا کے نظریے میں ڈوب چکے ہندوستان میں ان کے لئے بہت کم جگہ بچی ہے، انہیں یہاں اسی طرح دبے کچلے اور مستقل طور پر پسماندہ دوئم درجے کے شہری ہونے کی حیثیت سے رہنے کے لیے مجبور کیا جا رہا ہے۔

فرقہ وارانہ پولرائزیشن کی سیاست نے بھی مسلمانوں کو انتخابی نمائندگی سے غیر معمولی حد تک دور کر دیا ہے، اور حالیہ برسوں میں قومی اور ریاستی اسمبلیوں میں مسلم نمائندگی کے خاتمے میں ڈرامائی طور پر نئے معیارات قائم ہو چکے ہیں۔ قومی سطح پر بی جے پی نے ایک بھی مسلم رکن پارلیمنٹ کے بغیر یکے بعد دیگرے بڑی اکثریت کے ساتھ کامیابی حاصل کرلی ہے۔ اور علاقائی طور پر بھی جیسا کہ اسکالر کرسٹوفر جیفر لوٹ نے نشاندہی کی ہے کہ ''عام طور پر جب بھی بی جے پی کسی نئی ریاست پر فتح حاصل کرتی ہے، جس پر پہلے علاقائی پارٹی کی حکومت تھی، تو مسلم ایم ایل اے کی تعداد کم ہو جاتی ہے۔

انہوں نے لکھا ہے: ''۲۰۱۷ء میں اتر پردیش میں اس کا ڈرامائی مشاہدہ ہوا، جب مسلم ارکان اسمبلی کا تناسب ۱۷ر فیصد سے کم ہوکر صرف ۶ر فیصد رہ گیا۔ لیکن ۲۰۲۰ء کے بہار الیکشن نے تو ایک نیا سنگ میل قائم کر دیا، اور ہندوستان کی آزادی کے بعد یہ پہلا موقع ہے جب کسی ریاست کی حکومت میں ایک بھی مسلم ایم ایل اے یا وزیر شامل نہیں ہے۔ (حال ہی میں کابینہ کی توسیع کے بعد سید شہنواز حسین کو بی جے پی نے ایم ایل سی بنا کر وزارت صنعت سونپی ہے اور بی ایس پی چھوڑ کر آنے والے ایم ایل اے زماں خان کو جدیو نے اپنے کوٹے سے وزارت برائے اقلیتی فلاح کا قلم دان دیا ہے، اس طرح آزادی کے بعد مسلم ایم ایل اے یا وزیر سے خالی حکومت کا ریکارڈ بنتے بنتے رہ گیا۔ مترجم)

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
رابطہ اور واٹس اَپ نمبر Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔
Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ @imaratshariah کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)

Print & Design by: Azimabad Printers, Patna-06 # 9473371988